الإسناد سلاح المؤمن إذا لم يكن معه سلاح فبأي شيء يقاتل. قاله سفيان الثوري عليه رحمة الله القوي

نصابِ اُصولِ حدیث

مع

اِفاداتِ رضویہ

از

شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الدین والملۃ الشاہ
الامام احمد رضا خان
علیہ رحمۃ الرحمٰن
المتوفی ۱۳۴۰ھ



مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1288

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

اصول حدیث پر مشتمل ایک آسان اور ابتدائی کتاب

نِصَابِ أُصُولِ حَدِیث

مع

إِفَادَاتِ رَضَوِیَّة

پیشکش

مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ درسی کتب)

ناشر

مکتبة المدینه باب المدینه کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : نصاب اصول حدیث مع افادات رضویۃ

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبۂ درسی کتب)

سن طباعت : ۳ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ، ۲۷ جون ۲۰۰۹ء

کل صفحات : 95 صفحات

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

قیمت :

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

❁......**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون:021-32203311

❁......**لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون:042-37311679

❁......**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون:041-2632625

❁......**کشمیر** : چوک شہیداں، میرپور فون:058274-37212

❁......**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون:022-2620122

❁......**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون:061-4511192

❁......**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون:044-2550767

❁......**راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون:051-5553765

❁......**خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون:068-5571686

❁......**نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون:0244-4362145

❁......**سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون:071-5619195

❁......**گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون:055-4225653

❁......**پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.netE.mail:

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کے۱۹ حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ۱۹ ''نیتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِه . یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔(المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ٥٩٤٢، ج٦، ص١٨٥)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تعوُّذ و ﴿۴﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔﴿۵﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔﴿۶﴾ حَتَّی الْوَسْعْ اِس کا باوُضُو اور ﴿۷﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا﴿۸﴾ کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ وکلام رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کروں گا﴿۹﴾ درجہ میں اس کتاب پر استاد کی بیان کردہ توضیح توجہ سے سنوں گا﴿۱۰﴾ استاد کی توضیح کو لکھ کر''اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِكَ عَلٰی حِفْظِكَ''پر عمل کروں گا﴿۱۱﴾ طلبہ کے ساتھ مل کر

اس کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا ﴿۱۲﴾ اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا ﴿۱۳﴾ درجہ میں کتاب، استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر غسل کر کے، صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا ﴿۱۴﴾ اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کروں گا ﴿۱۵﴾ سبق سمجھ میں آجانے کی صورت میں حمد الٰہی عزوجل بجالاؤں گا ﴿۱۶﴾ اور سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دعاء کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا ﴿۱۷﴾ سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا ﴿۱۸﴾ کتابت وغیرہ میں شَرْعی غلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا) ﴿۱۹﴾ کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا۔ اس پر ٹیک نہیں لگاؤں گا۔

☆......☆......☆......☆

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشق اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لیے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اوراشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اِصلاحی کُتُب
(۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب
(۵) شعبۂ تراجم کُتُب
(۶) شعبۂ تخریج

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت

اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

فہرس

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین أما بعد!

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ: نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰی یُبَلِّغَهُ (سنن ابو داود و ابن ماجۃ و ترمذی وغیرھا) یعنی اللہ عزوجل اس شخص کو تر وتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے یاد کرلیا یہاں تک کہ اسے (دوسروں تک) پہنچادیا۔

سبحان اللہ عزوجل حدیث کو سن کر اسے یاد رکھنے والا پھر اسے آگے پہنچانے والا کس قدر خوش نصیب ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کن کی کنجی والی زبانِ اقدس سے اس کے لئے پھلنے پھولنے اور تر وتازہ رہنے کی دعا فرمارہے ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں بھی انکی دعاؤں سے حصہ عطا فرمائے۔ امین۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہر وہ بات جو حضور نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی طرف منسوب کردی جائے وہ حدیث ہو یہ ضروری نہیں، اس لئے کہ علماء ومحدثین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور سید المعصومین علیہ الصلاۃ والتسلیم کی طرف بہت سی ایسی من گھڑت باتیں بھی منسوب کردی گئی ہیں جو کہ فی الواقع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نہیں اس قسم کی من گھڑت ونام نہاد

احادیث کو اصطلاح میں احادیثِ موضوعہ کہتے ہیں۔لہذا معلوم ہوا کہ احادیث کو یاد کرنے اور انہیں آگے پہنچانے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ فی الواقع احادیث ہیں بھی یا نہیں۔اب یہ پہچان عموماً دو ہی طریقوں سے ہوتی ہے۔

(۱)......معتبر و مستند علماء کے احادیث کو بیان کرنے سے چاہے زبانی بیان کرنے سے یا کتب ورسائل میں تحریراً بیان کرنے سے۔

(۲)......احادیث کو علمِ اصولِ حدیث کے ذریعے پرکھنے سے۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ احادیث کی صحت وسقم کو پرکھنے کا پہلا طریقہ بھی اسی دوسرے طریقے پر موقوف ہے اس لئے کہ علماء کا کسی حدیث کو صحیح یا موضوع فرمانا اسی علمِ اصولِ حدیث کے ذریعے ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس علم یعنی علمِ اصولِ حدیث کے بارے میں کہا گیا ہے۔

اِنَّهُ مِنْ فُرُوْضِ الْكِفَايَةِ اِذَا قَامَ بِهِ الْبَعْضُ سَقَطَ عَنِ الْبَاقِيْنَ فَاِنْ فَرَطَتْ فِيْهِ الْأُمَّةُ أَثِمَتْ كُلُّهَا.

یعنی یہ علم فرض کفایہ علوم میں سے ہے اگر بعض نے اسے حاصل کرلیا تو باقی لوگوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جائے گی اور اگر پوری امت نے اس میں لاپرواہی کی تو ساری کی ساری گناہگار ہوگی۔

علمِ اصولِ حدیث کی اسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کی مجلس ''**المدینة العلمیة**'' کے ''**شعبۂ درسی کتب**'' نے یہ مختصر رسالہ بنام ''**نصابِ اصولِ حدیث**'' پیش کرنے کی سعی کی ہے۔اسے مرتب کرنے میں زیادہ تر دو کتب ''نـــزھة

النظر شرح نخبة الفكر''اور''**تیسیر مصطلح الحدیث**'' کومدِنظر رکھا گیا ہے گویا کہ یہ ان دونوں کتابوں کا خلاصہ ہے، تا کہ اگلے درجے میں طلبہ کو یہ کتب سمجھنے میں قدرے آسانی ہو۔

ہماری اس سعی میں اگر اہلِ علم کتابت کی یا فنی وشرعی غلطی پائیں تو مجلس کو تحریراً مطلع فرما کر مشکور ہوں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ علماء اہلسنت کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مستفیض و مستنیر فرمائے نیز تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس ''**المدینة العلمیة**'' کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی وعروج عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و سلم

شعبۂ درسی کتب

مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقَدِّمَۃ

کسی بھی علم کی اہمیت کا اندازہ اس علم کے موضوع سے لگایا جاسکتا ہے۔ علم اصول حدیث کا موضوع سند ومتن یعنی حدیث ہے اور حدیث کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ شریعت کے بہت سے احکام جس طرح قرآن پر مبنی ہیں اسی طرح حدیث بھی احکام شرعیہ کا ایک اہم ترین ماخذ ہے۔ چنانچہ اس مقدمہ کو چار حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱)......ضرورتِ حدیث **(۲)**......حجیتِ حدیث **(۳)**......تدوینِ حدیث

(٤)...... سندِ حدیث کی اہمیت۔

(۱)......ضرورت حدیث:

قرآنِ کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے اس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں رہنمائی موجود ہے مگر اسے سمجھنا آسان نہیں جب تک کہ احادیثِ معلِّمِ کائنات سے مدد حاصل نہ کی جائے مثال کے طور پر اسلام کے ایک اہم ترین رکن نماز ہی کو لیجئے، قرآن کریم میں کم وبیش سات سو(۷۰۰) مقامات پر اس کا تذکرہ ہے اور کئی مقامات پر اس کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ أَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾ (نماز قائم کرو)۔

چنانچہ اب یہ سمجھنا کہ ''صلاۃ'' ہے کیا، اسے کس طرح قائم کیا جائے یہ صرف عقل پر موقوف نہیں اور اگر اس کا معنی سمجھنے کیلئے لغت کی طرف رجوع کیا جائے تو وہاں صرف لغوی معنی ملیں گے اور اس کے لغوی و اصطلاحی معنی کے

مابین بہت فرق ہے۔

الغرض اس کے اصطلاحی معنی ہمیں صرف احادیث یعنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اقوال وافعال واحوال سے ہی سمجھ میں آسکتے ہیں اسی طرح قرآن کریم کے دیگر احکامات کو سمجھنے کیلئے نیز زندگی کے ہر شعبے میں ہمیں ہادئ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رہنمائی کی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو قرآن کریم سکھانے اور انہیں ستھرا کرنے کیلئے نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا، چنانچہ ربّ عزوجل فرماتا ہے:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ''ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

(آل عمران: ١٦٤)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں بھیجا۔ اگر قرآن کریم مطلقاً آسان ہوتا اور اسے بغیر رہنمائی کے سمجھا جاسکتا تو اللہ تعالیٰ اس کے سمجھانے کیلئے خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بطورِ معلِّمِ کائنات مبعوث کیوں فرماتا؟ نیز قرآن کریم کے آسان ہونے کے باوجود کسی سکھانے والے کو بھیجنا عبث قرار پاتا حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اس کی طرف کوئی عبث وفضول راہ پائے۔

(۲)……حُجِّیتِ حدیث:

یاد رہے کہ جس طرح قرآن احکامِ شرع میں حجت ہے اسی طرح حدیث بھی۔اور اس سے بہت سے احکامِ شریعت ثابت ہوتے ہیں۔چنانچہ رب عزّ وجلّ فرماتا ہے:

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر: ۷)

ترجمۂ کنز الایمان: ''اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو''۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم جو کچھ عطا فرمادیں وہ لے لیا جائے چاہے وہ قول کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں۔''خُـــذُوْہُ''اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے فرمان پر عمل ضروری ہے۔ایک جگہ فرمایا:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۙ۴ (النجم: ۳-٤)

ترجمۂ کنزالایمان:''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے''۔

لہذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا احکامِ شریعت کے بارے میں فرمان وحیِ الٰہی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے رب کا کوئی حکم جاری فرمانا۔

ایک جگہ یوں فرمایا:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء: ۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کو رب نے اپنی اطاعت فرمایا اور ہر عاقل جانتا ہے کہ اطاعت حکم (قول) کی ہوا کرتی ہے تو معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان (حدیث) حجتِ شرعی ہے کہ جس کی اطاعت کو رب نے اپنی اطاعت فرمایا۔ حاصل یہ کہ حدیث حجت شرعی ہے اور اس کا حجت ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

(۳)......تَدْوِینِ حدیث:

تدوین حدیث (حدیث کو جمع کرنے) کا سلسلہ عہدِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے لے کر تبع تابعین تک مسلسل جاری رہا۔ اگرچہ ابتدائی دور میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو احادیث لکھنے سے منع فرمادیا تھا کیونکہ ابتدائی دور آیاتِ قرآنیہ کے نزول کا دور تھا لہذا اس دور میں صرف قرآن کریم کو ہی ضبطِ تحریر میں لانا اہم ترین کام تھا، اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم احادیث لکھنے سے منع فرماتے تھے تاکہ قرآن اور احادیث میں التباس نہ ہوجائے چنانچہ ابتداءً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''لاَ تَکْتُبُوْا عَنِّيْ وَمَنْ کَتَبَ عَنِّيْ غَیْرَ الْقُرْآنِ فَلْیَمْحُهُ'' میرا کلام نہ لکھو اور جس نے قرآن کے علاوہ مجھ سے سن کر لکھا وہ اسے مٹادے۔

(صحیح مسلم شریف ، کتاب الزهد، جلد۲، ص ٤١٤)

لیکن جوں ہی نزول قرآن کا سلسلہ ختم ہوا اور التباس کے خطرات باقی نہ رہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کتابتِ حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ امام ترمذی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

''كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَجْلِسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْمَعُ مِنْهُ الْحَدِيْثَ فَيُعْجِبُهٗ وَلَا يَحْفَظُهٗ فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ''اِسْتَعِنْ بِيَمِيْنِكَ وَاَوْمَأَ بِيَدِهٖ اِلَى الْخَطِّ''

ترجمہ: ''انصار میں سے ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشادات سنتا اور خوش ہوتا اور انہیں یاد نہ رکھ سکتا تو اس نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس بات کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو اور ساتھ ہی اپنے دست مبارک سے لکھنے کا اشارہ فرمایا''۔

ایک اور حدیث نقل کرتے ہوئے امام ترمذی فرماتے ہیں، صحابۂ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھ کر احادیث لکھا کرتے تھے، ان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''مَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرُ حَدِيْثاً مِنِّيْ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَاِنَّهٗ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ''

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواء صحابہ کرام میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ احادیث محفوظ کرنے والا نہیں کیونکہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (جامع ترمذی)

لہذا معلوم ہوا کہ تدوین حدیث کا سلسلہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد مبارک ہی سے جاری ہوا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بذات خود اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ صحابہ

کرام علیہم الرضوان کی طرح تدوین حدیث کا یہ سلسلہ تابعین کے دور میں بھی جاری رہا، ان تابعین میں حضرت سعید بن مسیّب، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد بن جبیر مکی، حضرت قتادہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز جیسے جلیل القدر تابعین بھی شامل ہیں۔(رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین)

تابعین کے بعد تیسری صدی ہجری میں ان مشاہیر علماء نے تدوین حدیث کا کام انجام دیا۔علی بن المدینی، یحیی بن معین، ابوبکر ابن ابی شیبہ، ابوزرعہ رازی، ابوحاتم رازی، محمد بن جریر طبری، ابن خزیمہ، اور اسحاق بن راہویہ۔

ان کے بعد امام بخاری و مسلم اور دیگر کئی محدثین نے تدوین حدیث کا کام کیا۔امام بخاری و مسلم، علی بن المدینی، یحیی بن معین اور اسحاق بن راہویہ کے شاگردوں میں ہیں۔(اللہ تعالی کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔امین)۔

یاد رہے کہ ہر بات جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کر دی جائے حدیث نہیں ہوسکتی بلکہ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ یہ حدیث ہے یا نہیں اس کی سند دیکھی جاتی ہے یعنی اس حدیث کے راویوں (بیان کرنے والوں) کے حالات وصفات و دیگر لوازمات دیکھے جاتے ہیں، مثلاً ان کا ایک دوسرے سے سماع (حدیث سننا) ثابت ہے بھی یا نہیں اور آیا یہ سلسلہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم تک متصل ہے یا نہیں۔راویوں کے اسی سلسلے کو سند یا اسناد کہتے ہیں چونکہ اس سے حدیث کی صحت و سقم یعنی اس کے صحیح وغیر صحیح ہونے کا پتا چلتا ہے اسی لئے علماء و محدثین نے اس اہم ترین موضوع کے لئے باقاعدہ ایک مستقل فن ''علم اصول حدیث'' مدون فرمایا جس کے ذریعے انھوں نے احادیثِ صحیحہ وغیرِ صحیحہ کو الگ الگ کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا۔

(اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو)۔

علم اصول حدیث میں اگرچہ سند و متن دونوں سے بحث کی جاتی ہے لیکن متنِ حدیث کے مقابلے میں سندِ حدیث پر بہت زیادہ کلام کیا جاتا ہے لہذا ہم یہاں سندِ حدیث کی اہمیت بیان کرتے ہیں۔

٤۔سندِحدیث کی اھمیت:

☆......حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ: ''اِلاسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ لَوْ لَا اِلاسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ یعنی اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہتا۔'' (فتح المغیث)

☆......انہی سے مروی ہے کہ: ''مَثَلَ الَّذِيْ يَطْلُبُ أَمْرَ دِيْنِهٖ بِلَا اِسْنَادٍ كَمَثَلِ الَّذِيْ يَرْتَقِيْ السَّطْحَ بِلَا سُلَّمٍ یعنی اس شخص کی مثال جو اپنے کسی امر دینی کو بلا اسناد طلب کرتا ہے اس کی طرح ہے جو سیڑھی کے بغیر چھت پر چڑھنے میں لگا ہو۔''

☆......انہی سے منقول ہے کہ:بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ: يَعْنِي اِلاسْنَادَ یعنی ہمارے اور دیگر لوگوں کے درمیان قابل اعتماد چیز اسناد ہے۔

(فتح المغیث و مقدمة مسلم)

☆......اور امام شافعی رحمہ اللہ الکافی سے منقول ہے کہ:''مَثَلَ الَّذِيْ يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ بِلَا اِسْنَادٍ كَمَثَلِ حَاطِبِ لَيْلٍ یعنی اس شخص کی مثال جو بلا سند حدیث کو طلب کرتا ہے اس کی مانند ہے جو اندھیری رات میں لکڑیاں تلاش کرتا ہے (مطلب یہ ہے کہ جو شخص اندھیری رات میں لکڑیاں تلاش کرتا ہے تو پھر ان لکڑیوں کے علاوہ دیگر چیزیں بھی اٹھالیتا ہے یعنی اندھیرے کی وجہ سے وہ امتیاز نہیں

کرپاتا کہ میں لکڑیاں اٹھا رہا ہوں یا کوئی اور چیز۔یہی مثال اس شخص کی ہے جو حدیث میں کلام کو خلط ملط کر کے پیش کرتا ہے)۔(فتح المغيث)

☆......اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ:''اِلاسْنَادُ سِلاَحُ الْمُؤْمِنِ فَاِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَهٗ سِلاَحٌ فَبِأَيِّ شَيْءٍ یُقَاتِلُ یعنی اسناد مؤمن کا ہتھیار ہے اگر اس کے پاس ہتھیار ہی نہیں ہوگا تو وہ کس چیز کی مدد سے لڑے گا۔'' (فتح المغيث)

☆......بقیہ نے کہا کہ میں نے حضرت حماد بن زید کو چند احادیث سنائیں تو انھوں نے فرمایا کہ:''مَا أَجْوَدَهَا لَوْ کَانَ لَهَا أَجْنِحَةٌ یَعْنِيْ الأَسَانِیْدَ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان احادیث کے پر وبازو بھی ہوتے یعنی اسانید کے ساتھ ذکر کی جاتیں۔ (فتح المغيث)

☆......اور مطر نے اللہ تعالی کے اس فرمان ﴿اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ (الاحقاف:٤٦) کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد اسنادِ حدیث ہے۔ (فتح المغيث)

☆......جب امام زہری کو کسی اسحاق بن ابوفروہ نامی شخص نے بغیر اسناد کے چند احادیث سنائیں تو آپ نے اس سے فرمایا:''قَاتَلَکَ اللّٰهُ یَا ابْنَ أَبِي فَرْوَةَ! مَا أَجْرَأَکَ عَلَی اللّٰهِ أَنْ لاَ تُسْنِدَ حَدِیْثَکَ، تُحَدِّثُنَا بِأَحَادِیْثَ لَیْسَ لَهَا خُطُمٌ وَلاَ أَزِمَّةٌ یعنی اے ابن ابوفروہ! تجھے اللہ تباہ کرے تجھے کس چیز نے اللہ پر جری کر دیا ہے؟ کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں، تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے جن کی نکیل ہے نہ لگام۔(معرفة علوم الحديث)

نوٹ:

خطیب کا قول ہے: ''وَأَمَّا أَخْبَارُ الصَّالِحِیْنَ وَحِکَایَاتُ

الزُّهَّادِ وَالْمُتَعَبِّدِيْنَ وَمَوَاعِظُ الْبُلَغَاءِ وَحِكَمُ الْأُدَبَاءِ فَالْأَسَانِيْدُ زِيْنَةٌ لَهَا وَلَيْسَتْ شَرْطاً فِيْ تَأْدِيَتِهَا" مفہوم یہ ہے کہ: صالحین وزاہدین و بزرگان دین کے فضائل کے قصوں کے لئے سند شرط وضروری نہیں ہاں ایک طرح کی زینت واضافی خوبی ہے۔

☆......☆......☆......☆

﴿......چند ضروری اصطلاحات......﴾

(۱)......راوی:

وہ شخص جو سند کے ساتھ حدیث کو نقل کرے۔

(۲)......طالبُ الحدیث:

وہ مبتدی جو روایت، درایت، شرح اور فقہ کے اعتبار سے حدیث پڑھنے میں مشغول ہو۔

(۳)......مُحَدِّث:

وہ شخص جو علم حدیث میں روایۃً درایۃً مشغول ہو اور کثیر روایات اور ان کے راویوں کے حالات پر مطلع ہو۔

(٤)......حافظُ الحدیث:

وہ محدث جو ایک لاکھ احادیث کی اسانید ومتون کا عالم ہو۔

(۵)......حُجَّت فی الحدیث:

وہ محدث جسے تین لاکھ حدیثیں اسانید ومتون کے ساتھ یاد ہوں۔

(٦)......حاکِم فی الحدیث:

وہ محدث جسے جملہ احادیث مرویہ اسانید ومتون کے ساتھ یاد ہوں اور وہ

راویوں کے حالات سے پوری طرح واقف ہو۔

کتب احادیث کی بعض اقسام

(۱)...... صحیح:

حدیث کی وہ کتاب جس میں صرف احادیثِ صحیحہ ذکر کرنے کا التزام کیا گیا ہو جیسے: صحیح بخاری و مسلم۔

(۲)...... سُنَن:

حدیث کی وہ کتاب جس میں ابوابِ فقہ کی ترتیب پر فقط احادیثِ احکام جمع کی گئی ہوں جیسے سنن ابوداود ونسائی۔

(۳)...... جامع:

حدیث کی وہ کتاب جس میں آٹھ عنوانات کے تحت احادیث لائی جائیں۔ وہ آٹھ عنوانات یہ ہیں: سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب۔

(٤)...... مُسنَد:

حدیث کہ وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی مرویات الگ الگ جمع کی جائیں جیسے مسند امام احمد۔

(۵) مُعجَم:

حدیث کی وہ کتاب جس میں اسمائے شیوخ کی ترتیب سے احادیث لائی جائیں، جیسے معجم طبرانی و معجم کبیر، صغیر واوسط۔

(٦)...... مُستَخرَج:

وہ کتاب جس میں حدیث کی کسی دوسری کتاب کی احادیث کے اثبات کیلئے دیگر اسانید سے وہی احادیث جمع کی جائیں، جیسے ابونعیم کی ''مستخرج

علی الصیحین۔‘‘

(۷)……مُسْتَدْرَک :

وہ کتاب جس میں کسی حدیث کی کتاب پر ایسی حدیثوں کو زائد کیا جائے جو اس کتاب میں قابل ذکر ہونے کے باوجود مذکور نہ ہوں جیسے حاکم کی ’’مستدرک علی الصیحین.‘‘

(۸)……جُزء:

وہ چھوٹی کتاب جس میں صرف ایک موضوع کے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں۔

(۱۰)……اَمَالِی:

وہ کتاب جس میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے فوائد ونکاتِ حدیث جمع ہوں۔

(۱۱)……مُفْرَد:

وہ کتاب جس میں ایک شخص کی احادیث جمع ہوں جیسے ابراہیم بن عسکری کی مسند ابو ہریرہ۔

(۱۲)……مُرْسَل:

وہ کتاب جس میں مرسل حدیثیں جمع کی گئی ہوں جیسے ابوداود کی مراسیل۔

☆……☆……☆……☆

خطبۂ امامِ اہلسنت، عاشقِ ماہِ نبوّت حامی سنت، ماحی بدعت، اعلیٰ حضرت مجدددین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ امام

احمد رضا خان علیه رحمة الرحمن

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُسَلْسَلِ اِحْسَانُهٗ اَلْمُتَّصِلِ اِنْعَامُهٗ، غَيْرِ مُنْقَطِعٍ وَلَا مَقْطُوْعٍ فَضْلُهٗ وَاِكْرَامُهٗ، وَذِكْرُهٗ سَنَدُ مَنْ لَا سَنَدَ لَهٗ، وَاِسْمُهٗ اَحَدُ مَنْ لَا اَحَدَ لَهٗ، وَاَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ الْعَوَالِي الْمَنْزُوْلِ، وَاَكْمَلُ السَّلَامِ الْمُتَوَاتِرِ الْمَوْصُوْلِ، عَلٰى أَجَلِّ مُرْسَلٍ، كَشَّافِ كُلِّ مُعْضَلٍ، اَلْعَزِيْزِ الْاَعَزِّ الْمُعِزِّ الْحَبِيْبِ، الْفَرْدِ فِيْ وَصْلِ كُلِّ غَرِيْبٍ، فَضْلُهُ الْحَسَنُ مَشْهُوْرٌ مُّسْتَفِيْضٌ، وَبِالْاِسْتِنَادِ اِلَيْهِ يَعُوْدُ صَحِيْحاً كُلُّ مَرِيْضٍ، قَدْ جَاءَ جُوْدُهُ الْمَزِيْدُ، فِيْ مُتَّصِلِ الْاَسَانِيْدِ، بَلْ كُلُّ فَضْلٍ اِلَيْهِ مُسْنَدٌ، عَنْهُ يُرْوٰى وَاِلَيْهِ يُرَدُّ، فَسُمُوْطُ فَضَائِلِهِ الْعُلْيَةِ مُسَلْسَلَاتٌ بِالْاَوَّلِيَّةِ، وَكُلُّ دُرٍّ جَيِّدٍ مِنْ بَحْرِهٖ مُسْتَخْرَجٌ، وَكُلُّ مُدْرِجُوْدٍ فِيْ سَائِلِيْهِ مُدْرَجٌ، فَهُوَ الْمُخْرِجُ مِنْ كُلِّ حَرَجٍ، وَهُوَ الْجَامِعُ، وَلَهُ الْجَوَامِعُ، عَلَمُهٗ مَرْفُوْعٌ، وَحَدِيْثُهٗ مَسْمُوْعٌ، وَمُتَابِعُهٗ مَشْفُوْعٌ، وَالْاِصْرُ عَنْهُ مَوْضُوْعٌ، وَغَيْرُهٗ مِنَ الشَّفَاعَةِ قَبْلَهٗ مَمْنُوْعٌ، فَاِلَيْهِ الْاِسْنَادُ فِيْ مَحْشَرِ الصُّفُوْفِ، وَاَمْرُ الْمُوْقِفُ عَلٰى رَاْيِهٖ مَوْقُوْفٌ، حَوْضُهُ الْمَوْرُوْدُ لِكُلِّ وَارِدٍ مَسْعُوْدٍ، فَيَافَوْزَ مَنْ هُوَ مِنْهُ مُنْهِلٌ وَمَعْلُوْلٌ، فَبِهٖ كُلُّ عِلَّةٍ مِّنْ مُعَلَّلٍ تَزُوْلُ، حِزْبُهُ الْمُعْتَبَرُ، وَالشُّذُوْذُ مِنْهُ مُنْكَرٌ، وَطَرِيْقُ الشَّاذِ اِلٰى شَوَاظِ سَقَرَ،

حَافِظُ الْاُمَّةِ مِنَ الْاُمُوْرِ الدَّلْهَمَةِ، اَلذَّابُ عَنَّا كُلَّ تَلْبِيْسٍ وَتَدْلِيْسٍ، وَالْجَابِرُ لِقَلْبِ بَائِسٍ مُضْطَرِبٍ مِنْ عَذَابٍ بَئِيْسٍ، اَلْحَاكِمُ الْحُجَّةُ الشَّاهِدُ الْبَشِيْرُ، مُعْجَمٌ فِيْ مَدْحِهٖ كُلُّ بَيَانٍ وَتَقْرِيْرٍ، عُلُوُّهٗ لَا يُدْرَكُ، وَمَا عَلَيْهِ مُسْتَدْرَكٌ، مَقْبُوْلُهٗ يُقْبَلُ، وَمَتْرُوْكُهٗ يُتْرَكُ، تَعَدَّدَ طُرُقُ الضَّعِيْفِ اِلَيْهِ، فَمِنْ سُنَنِهِ الصِّحَاحِ اَلتَّعَطُّفُ عَلَيْهِ، فَيَجْبُرُ بِاعْتِضَادِهٖ قَلْبُهُ الْجَرِيْحُ، وَيَرْتَقِيْ مِنْ ضُعْفِهٖ اِلٰى دَرَجَةِ الصَّحِيْحِ، مَدَارُ اَسَانِيْدِ الْجُوْدِ وَالْاِكْرَامِ، مُنْتَهٰى سَلَاسِلِ الْاَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ، مَلْأَ آفَاقِ السَّمَاءِ وَاَطْرَافِ الْعَالَمِ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَكُلِّ صَالِحٍ مِّنْ رِجَالِهٖ وَحِزْبِهٖ، رُوَاةِ عِلْمِهٖ وَ دُعَاةِ شَرْعِهٖ وَوُعَاةِ اَدَبِهٖ، وَعَلٰى كُلِّ مَنْ لَهٗ وِجَادَةٌ وَمُنَاوَلَةٌ مِنْ اَفْضَالِهِ الْوَاصِلَةِ الدَّارَةِ الْمُتَوَاصِلَةِ بِحُسْنِ ضَبْطٍ مَحْفُوْظِ النِّظَامِ، مِنْ دُوْنِ وَهْمٍ وَلَا اِيْهَامٍ، وَلَا اِخْتِلَاطٍ بِالْاَعْدَاءِ اللِّيَامِ، مَا رُوِيَ خَبَرٌ وَحُوِيَ اِجَازَةٌ، وَغَلَبَ حَقِيْقَةُ الْكَلَامِ مَجَازَهٗ. آمِيْن اَمَّا بَعْدُ:

یہ خطبہ امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا تحریر کردہ ہے جس میں تقریبا اسی (۸۰) مصطلحات حدیث کو بطور براعۃ استہلال نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو آپ کی ذہانت، فطانت اور جودتِ طبع پر دال ہے۔ مصطلحات مشمولہ درج ذیل ہیں:

☆ حدیث ☆ خبر ☆ تقریر ☆ مسموع ☆ سند ☆ اسناد ☆ طریق ☆ متواتر

☆مشہور☆مستفیض☆عزیز☆غریب☆فرد☆احد☆مقبول☆مردود ☆صحیح☆متصل☆موصول☆وصل☆متصل الاسانید☆معلل☆علت ☆شاذ☆شذوذ☆ضبط☆حسن☆ضعیف☆اعتضاد☆محفوظ☆منکر ☆متابع☆شاہد☆معتبر☆مرسل☆معضل☆منقطع☆مدلس☆موضوع ☆متروک☆معلول☆مدرج☆مضطرب☆مزید فی متصل الاسانید ☆اختلاط☆وہم☆مرفوع☆موقوف☆مقطوع☆منتھی☆عوالی ☆نوازل☆علیۃ☆علو☆رجال☆مسلسل بالاولیت☆وداۃ☆دعاۃ ☆صحب☆روی☆یروی☆اجازۃ☆مناولۃ☆وجادۃ☆مجاز☆صالح ☆جید☆حافظ☆حاکم☆حجت☆جامع☆جوامع☆سنن☆مسند ☆معجم☆مستخرج☆مستدرک☆صحاح☆مخرج۔

ترجمہ:

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جس کا احسان مسلسل وانعام متصل ہے، اس کا فضل ختم ہوتا ہے اور نہ ہی اسکا کرم روکا جاسکتا ہے، اس کا ذکر بے کس کا سہارا اور اس کا نام بے بس کا یارا ہے۔ اور افضل ترین درود جو نزول میں اعلی ترین ہو اور کامل ترین سلام جو پے درپے بغیر فاصلہ کے ہو، نازل ہو رسولوں کے سردار پر جو کہ ہر پیچیدگی کو حل کرنے والے، عزیز، عزیز تر، معزز بنانے والے محبوب ہیں۔ یکتا ہیں ہر غریب کی دستگیری کو پہنچنے میں۔ ان کا فضل حسن مشہور اور ہر ایک کو عام ہے اور ان کے سہارے سے ہر مریض صحیح ہوجاتا ہے ان کی زائد تر سخاوت متصل سندوں میں وارد ہے۔ بلکہ ہر فضل انہی کی طرف بلند کیا جاتا ہے انہی سے سیراب ہوتا ہے اور انہی کی طرف پھرتا ہے لہذا ان کے اعلی فضائل کی لڑی اولیت کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ہر عمدہ موتی انہی کے بحر ذخار سے نکالا

جاتا ہےاور ہر سخاوت کا (دریا) بہانے والاان کے مانگنے والوں میں ضم ہے لہذا وہ ہر تنگی سے نکالنے والے ہیں اور کمالات کے جامع ہیں اورانہیں کیلئے جوامع الکلم ہیں ان کا پرچم بلند ہےاوران کی بات سنی جاتی ہےاوران کی اتباع کرنے والے کی شفاعت مقبول ہےاوران سے مستغنی ہونا خسران ہے، ان سے پہلے اورکوئی شفاعت کیلئے ماذون نہیں تو انہی کی پناہ (سہارا) ہےصف بستہ قوم کے محشر میں اور موقف کا (ہولناک) معاملہ انہی کی رائے پر موقوف ہےان کا حوضِ (کوثر) ہر سعادت مند کیلئے ہے، تو اس کی کامیابی قابل رشک ہے جوان سے بار بار سیراب ہو، پس انہی سے ہر بیمار کا روگ دور ہوتا ہے انہی کا گروہ قابل تقلید ہے اوراس سے علیحدگی بری ہے اور علیحدہ ہونے والے کا رستہ جہنم کے شعلوں کی طرف ہے، امت کی حفاظت کرنے والے ہیں تاریک حادثات سے، ہم سے دورکرنے والے ہیں ہر شک وعیب کواور جوڑنے والے ہیں پریشان کے دل کو جو کہ بے چین ہو سخت عذاب کے خوف سے۔ حاکم، دلیل، گواہ اور خوشخبری دینے والے ہیں، جن کی مدح میں ہر بیان وتقریر تشنہ ہے، ان کی بلندی تک نہیں پہنچا جاسکتا دریں حال کہ ان پر کوئی عیب نہیں، انکا مقبول مقبول ہے اور ان کا دھتکارا ہوا مردود ہے، ناتواں کے لئے ان کی بارگاہ تک پہنچنے کے کئی راستے ہیں پس ان کی عمدہ سنتوں میں سے کمزور پر مہربانی کرنا بھی ہے لہذا ان کا دامن تھامنے سے اس کا زخمی دل دلاسہ پاتا ہےاوراپنی کمزوری سے درست ہوکر تندرست کے مرتبے تک بلند ہوجاتا ہے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سخاوت وکرم کی سندوں کے سرچشمہ ہیں انبیاء کرام کے سلسلے کوانتہاء تک پہنچانے والے ہیں، اللہ تعالی کا درود وسلام ہوان پراور دیگر انبیاء پرایسا درود وسلام جوآسمان کے افق اور عالم کے کناروں کو بھردے، اورآپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی آل واصحاب

پراور آپ کے عہد مبارک اور لشکر کے ہر فردِ صالح پر درود وسلام ہو جو کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے علم کے راوی اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی شریعت کے داعی اور آپ کے ادب کے محافظ ونگہبان ہیں اور ہر اس شخص پر درود وسلام ہو جو کہ پانے والا اور حاصل کرنے والا ہے آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے مسلسل ولگاتار متواتر فضل سے قوی حافظہ کے ذریعے محفوظ نظام کو کسی وہم وایہام کے بغیر اور کمینے دشمنوں سے ملے بغیر اس حال میں کہ اس نے کوئی اپنی تجرباتی بات اور من مانی سند بیان نہیں کی، اور اس کے کلام کی حقیقت اس کے مجاز پر غالب ہے۔ آمین۔

حدیث:

وہ قول، فعل یا تقریر جسے سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو، اسی طرح صحابی یا تابعی کی طرف نسبت کی گئی ہو تو اسے بھی حدیث کہہ دیا جاتا ہے۔

نوٹ:

تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی نے سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں کوئی کام کیا یا بات کہی اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اسے منع نہیں فرمایا بلکہ سکوت فرما کر اسے مقرر رکھا۔

خبر اور حدیث میں فرق :

ایک قول کے مطابق یہ دونوں مترادف ہیں، جبکہ ایک قول کے مطابق حدیث وہ ہے جو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب ہے جبکہ خبر عام ہے چاہے سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب ہو یا آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے غیر کی طرف۔

نوٹ:

اس کتاب میں جہاں بھی خبر اور حدیث کے الفاظ استعمال ہوں تو پہلے

والے معنی مراد ہونگے۔

اَثَر:

اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک قول کے مطابق اثر اور حدیث دونوں مترادف ہیں، اور ایک قول کے مطابق دونوں میں فرق ہے کہ اثر وہ ہے اقوال وافعال ہیں جو صحابہ وتابعین کی طرف منسوب ہوں۔

سَنَد:

راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک لے جائے، اسے اسناد بھی کہتے ہیں۔

مَتَن:

جس کلام پر سند کی انتہاء ہو جائے۔

﴿......ابتدائی باتیں......﴾

علمِ اُصولِ حدیث کی تعریف:

ایسے اصول وقواعد کا علم جن کے ذریعے قبول ورد کے اعتبار سے سند ومتن کے احوال جانے جائیں۔

موضوع:

سند ومتن، قبول ورد کے اعتبار سے۔

غرض وغایت:

صحیح وغیر صحیح احادیث کی پہچان۔

علم حدیث کا حکم:

''الوسیط'' میں ہے اس علم کو حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اگر ساری امت میں اس کا عالم نہ پایا جائے تو ساری امت گنہگار ہوگی۔

علم حدیث کی فضیلت:

کلام اللہ کے بعد یہ علم تمام علوم سے اشرف و افضل ہے۔

حدیث کی اقسام

حدیث کی درج ذیل گیارہ اعتبارات سے تقسیمات کی گئی ہیں۔

(۱)......کثرت وقلتِ طرق کے اعتبار سے خبر کی اقسام:

متواتر، مشہور، عزیز، غریب

(۲)......غرابتِ سند کے اعتبار سے خبر غریب کی اقسام:

فرد مطلق، فرد نسبی

(۳)......قابلِ استدلال ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے خبر واحد کی اقسام:

مقبول، مردود

(٤)......صفاتِ راوی کے اعتبار سے خبر مقبول کی اقسام:

صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ

(٥)......دو راویوں کے درمیان الفاظِ حدیث میں اختلاف کی وجہ سے خبر کی اقسام: **محفوظ، شاذ، معروف، منکر**

(٦)......دو راویوں کے درمیان الفاظِ حدیث میں موافقت کے اعتبار سے فرد نسبی کی اقسام: **متابِع، متابَع، شاہد**

(۷)......خبرِ مقبول کے معارضہ سے سلامت ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے اس کی اقسام: **محکم، مختلف الحدیث، ناسخ، منسوخ**

(۸)......سند میں سقوطِ راوی کے اعتبار سے خبر مردود کی اقسام:

معلق، مرسل، معضل، منقطع، مدلس

(۹)......راوی میں طعن کے اعتبار سے خبر مردود کی اقسام:

موضوع، متروک، منکر، معلل

(۱۰)......راوی کی طرف سے حدیث میں اضافہ یا تغیر وتبدل کرنے کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

مدرج السند، مدرج المتن، مقلوب، مزید فی متصل الاسانید، مضطرب، مصحف ومحرف

(۱۱)......مدار ومصدر کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

حدیثِ قدسی، حدیثِ مرفوع، حدیثِ موقوف، حدیثِ مقطوع

سبق نمبر: (1)

﴿......کثرت وقلتِ طرق کے اعتبار سے خبر کی اقسام......﴾

یادرہے کہ خبر یا تو کثیر طرق یعنی اسانید سے مروی ہوگی یا قلیل طرق سے۔اس کثرت وقلت طرق کے اعتبار سے خبر کی چار اقسام ہیں:

۱۔خبرِ متواتر ۲۔خبرِ مشہور ۳۔خبرِ عزیز ٤۔خبرِ غریب

(۱)......خبرِ متواتر:

وہ حدیث جس کو سند کے ہر طبقہ میں راویوں کی اتنی بڑی تعداد روایت کرے جس کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلامحال ہو اور سند کی انتہاء امرِ حسی پر ہو۔

خبرِ متواتر کی شرائط

حدیث کے درجہ تواتر تک پہنچنے کیلئے چار شرائط ہیں:

(۱) حدیث کے راوی کثیر ہوں۔(۲) یہ کثرت سند کے تمام طبقات میں پائی جائے یعنی ابتداء سے انتہاء تک راوی کثیر ہوں۔(۳) یہ کثرت اس درجہ کی ہو کہ عادۃ یا اتفاقا ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔(٤) سند کی انتہاء امرِ حسی پر ہو یعنی سند کا آخر ''سَمِعْنَا'' یا ''رَأَیْنَا''، وغیرہ الفاظ ہوں اور اگر سند کی انتہاء امر عقلی پر ہو مثلا عالم کا حادث ہونا تو یہ خبر متواتر نہیں۔

مثال:

''مَنْ کَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ''ترجمہ:جس

نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔اس حدیث پاک کوستر سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا۔

حکم:

خبرِ متواتر پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ علم ضروری (علم بدیہی) کا فائدہ دیتی ہے اس کے راویوں کے حالات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

خبرمتواتر کی اقسام

خبرمتواتر کی دوقسمیں ہیں:

(۱)......متواترِلفظی (۲)......متواترِمعنوی

(۱)......متواترِ لفظی:

وہ خبر جس کے الفاظ اور معانی دونوں متواتر ہوں۔

مثال:

اس کی مثال اوپر گزر چکی ہے۔(مَنْ کَذَبَ....الخ)

(۲)......متواترِ معنوی:

وہ خبر جس کے صرف معانی متواتر ہوں الفاظ متواتر نہ ہوں۔

مثال:

متواتر معنوی کی مثال وہ احادیث ہیں جن میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے یہ احادیث ۱۰۰ کے لگ بھگ ہیں جن میں سے ہر حدیث

میں یہ الفاظ موجود ہیں: ''أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ''یعنی آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے دعا میں ہاتھ بلند فرمائے۔اب اگرچہ یہ عمل مختلف مواقع اور مختلف اوقات میں ہوااوران میں سے ہر واقعہ متواتر نہیں لیکن ان میں تمام احادیث میں یہ بات قدرِ مشترک ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے دعا میں ہاتھ بلند فرمائے۔

(۲)……خبرِ مشہور(۱):

وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں کم ازکم تین ہوں لیکن حدِ تواتر سے کم ہوں۔

مثال:

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ''. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) ترجمہ: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان سلامت رہیں۔

حکم:

اس سے علم طمانینت حاصل ہوتا ہے اور اس سے ثابت ہونے والا حکم واجب العمل ہوتا ہے۔

2……کبھی اس حدیث کو بھی مشہور کہہ دیا جاتا ہے جو لوگوں کی زبان پر مشہور ہو خواہ اس کی ایک سند ہو یا ایک بھی نہ ہو اور یہ مشہورِ لغوی ہے نہ کہ اصطلاحی جیسے: ''اَلْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ''، جلدبازی شیطان کی طرف سے ہے۔

(۳)...... خبرِ عزیز:

وہ حدیث جس کی سند کے کسی بھی طبقے میں کم از کم دوراوی رہ جائیں، یعنی سند کے کسی بھی طبقے میں دوراوی آ گئے تو حدیث عزیز ہوگی، اگر چہ دیگر طبقات میں دو سے زائدراوی ہوں۔

مثال:

''لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ''(البخاری ومسلم)

ترجمہ:

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اس حدیث مبارک کو صحابۂ کرام میں سے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہما نے روایت کیا پھر حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت قتادہ اور عبد العزیز نے پھر حضرت قتادہ سے شعبہ اور سعید نے پھر عبد العزیز سے اسماعیل بن علیہ اور عبد الوارث نے۔

حکم:

خبرِ عزیز ظن کا فائدہ دیتی ہے لیکن قرائن وشواہد سے قوت پا کر یہ بھی واجب العمل حکم کا فائدہ دیتی ہے۔

(٤)...... خبرِ غریب:

وہ حدیث جس کی سند کے کسی بھی طبقہ میں ایک راوی رہ جائے ،اب یہ عام ہے چاہے یہ تفرد ایک طبقے میں پایا جائے یا ایک سے زائد یا جمیع طبقات سند میں۔

مثال:

''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کرنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ متفرد (تنہا ہیں)۔کبھی یہ تفرد سند کے تمام طبقات میں ہوتا ہے۔

حکم:

خبرغریب ظن کا فائدہ دیتی ہے تاہم اس کی تائید میں قرائن وشواہد کے ملنے سے اس پر بھی عمل ضروری ہو جاتا ہے۔

خلاصہ:

خبر متواتر کے علاوہ حدیث کی آخری تین اقسام (مشہور،عزیزاورغریب) میں سے ہر ایک کو خبرِ واحد بھی کہتے ہیں۔لہذا شروع میں حدیث کی یوں تقسیم کی جاسکتی ہے۔

حدیث کی دو اقسام ہیں:

(۱)......متواتر　　　　(۲)......اخبارآحاد۔

پھر اخبار آحاد کی تین قسمیں ہیں:

(۱)......مشہور (۲)......عزیز (۳)......غریب

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال نمبر (1): کس اعتبار سے حدیث، خبر متواتر و مشہور و عزیز و غریب میں تقسیم ہوتی ہے؟

سوال نمبر (2): خبر متواتر کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (3): خبر متواتر کی شرائط و اقسام بیان کریں۔

سوال نمبر (4): خبر مشہور کی تعریف مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (5): خبر عزیز کی تعریف مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (6): خبر غریب کی تعریف مثال اور حکم بیان کریں۔

سبق نمبر: (2)

غرابتِ سند کے اعتبار سے خبرِ غریب کی اقسام

سند میں غرابت کے اعتبار سے خبرِ غریب کی دو قسمیں ہیں:

(۱)......فردِ مطلق (۲)......فردِ نسبی

(۱)......فرد مُطلَق:

وہ حدیثِ غریب جس کی اصل سند میں غرابت ہو، اصل سند سے مراد سند کی وہ طرف ہے جس میں صحابی ہو۔ یعنی صحابی سے صرف ایک تابعی روایت کرے۔

مثال:

''اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ''، ترجمہ: ولاء نسبی رشتے کی طرح ایک رشتہ ہے اسے نہ بیچا جاسکتا ہے نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کا وارث ہوا جاسکتا ہے۔ اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن دینار (تابعی) رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے اکیلے روایت کیا ہے۔

(۲)......فرد نِسبی:

وہ حدیثِ غریب جس کے درمیانِ سند میں غرابت ہو یعنی اصلِ سند میں تو راوی کثیر ہوں لیکن اثناءِ سند میں کوئی راوی اکیلا رہ جائے۔

مثال:

''أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.'' ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خَود تھا۔اس حدیث کے درمیانِ سند میں امام مالک،امام زہری سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

نوٹ:

(i)فرد مطلق اور فرد نسبی خبر غریب کی قسمیں ہیں اور خبر غریب کا حکم گذر چکا ہے لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں۔(ii)فرد کا اکثر اطلاق فرد مطلق پر اور غریب کا اکثر اطلاق فرد نسبی پر ہوتا ہے۔

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال نمبر(1): فرد مطلق وفرد نسبی کس حدیث کی اقسام ہیں؟

سوال نمبر(2): فرد مطلق وفرد نسبی کی طرف حدیث کی تقسیم کس اعتبار سے کی گئی ہے؟

سوال نمبر(3): فرد مطلق کی تعریف مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر(4): فرد نسبی کی تعریف مثال اور حکم بیان کریں۔

سبق نمبر: (3)

﴾......قابلِ استدلال ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے خبر واحد کی اقسام......﴿

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہر خبر قابل استدلال نہیں ہوتی بلکہ بعض اخبار سے استدلال کیا جاسکتا ہے اور بعض میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی لہذا اس اعتبار سے خبر واحد کی اقسام یہ ہیں: (۱) خبر مقبول (۲) خبر مردود

(۱)...... خبرِ مقبول:

وہ حدیث جس کے مخبر کا صدق راجح ہو۔

حکم:

خبرِ مقبول قابلِ استدلال ہوتی ہے اور اس سے ثابت ہونے والے حکم پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔

(۲)...... خبرِ مردود:

وہ حدیث جس کے مخبر کا صدق راجح نہ ہو۔

حکم:

خبرِ مردود قابلِ استدلال نہیں ہوتی لہذا اسے بطورِ حجت پیش نہیں کیا جاسکتا۔

نوٹ:

خبرمقبول اورمردود کی مثالیں آگے آئیں گی۔

نوٹ:

اسبابِ رد

کسی حدیث کے مردود ہونے کے دو اسباب ہیں:

(۱)......سند سے کسی راوی کا سقوط **(۲)**......راوی میں طعن۔

اس کی قدرے تفصیل عنقریب آئے گی۔

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال(۱): خبرمقبول وخبرمردود کونسی حدیث کی اقسام ہیں نیز حدیث کی یہ تقسیم کس اعتبار سے کی گئی ہے؟

سوال(۲): خبرمقبول کی تعریف وحکم بیان کریں۔

سوال(۳): خبرمردود کی تعریف وحکم بیان کریں۔

سوال(۴): اسبابِ رد کتنے اورکون کون سے ہیں؟

سبق نمبر: (4)

﴿......صفاتِ راوی کے اعتبار سے خبرِ مقبول کی اقسام......﴾

صفات راوی کے اعتبار سے خبر مقبول کی درج ذیل چار اقسام ہیں:

(۱)......صحیح لذاتہ (۲)......صحیح لغیرہ

(۳)......حسن لذاتہ (٤)......حسن لغیرہ

(۱)......صحیح لذاتہ:

وہ حدیث جس کی سند متصل ہو، تمام راوی عادل ضابط ہوں اور اس حدیث میں علتِ قادحہ وشذوذ [1] نہ ہو۔

شرائط:

اس تعریف سے صحیح لذاتہ کی درج ذیل شرائط معلوم ہوئیں۔(۱) سند متصل ہو(۲) راوی عادل ہوں (۳) راوی ضابط ہوں (۴) حدیث شاذ نہ ہو(۵) حدیث غیر معلل ہو۔اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہوتو

---

2 ......**علت قادحہ:** یعنی اس حدیث میں علت خفیہ قادحہ نہ ہو مثلا ثور بن یزید کے تمام شاگردوں نے کاتب مغیرہ بن شعبہ سے اس حدیث کو مرسلا بیان کیا کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر اور نیچے دونوں حصوں پر مسح کیا اور ولید بن مسلم نے اسی کو ثور بن یزید سے متصلا بیان کیا حالانکہ یہ حدیث مرسل ہے نہ کہ متصل۔لہذا ولید بن مسلم کی اس حدیث میں علت خفیہ قادحہ موجود ہے۔

شذوذ: شذوذ یہ ہے کہ ثقہ راوی اپنے سے اوثق کی مخالفت کرے۔

حدیث صحیح لذاتہ نہیں کہلائے گی [۱]۔

مثال:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ. (رواه البخاری فی کتاب الاذان) ترجمہ: ''ہمیں عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا: فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مالک نے وہ روایت کرتے ہیں ابن شہاب سے اور ابن شہاب روایت کرتے ہیں محمد بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے والد سے کہ ان کے والد نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے مغرب میں سورۂ طور کی تلاوت فرمائی''۔

(۲)...... صحیح لغیرہ:

وہ حدیث جس کے راویوں میں صحیح لذاتہ کی تمام شرائط پائی جائیں لیکن ضبط روایت میں کچھ کمی ہو۔لیکن تعددِ طرق سے یہ کمی پوری ہو جائے۔

مثال:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ

---

2 ...... حدیث کے صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔اور حدیث کے صحیح نہ ہونے سے اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔(فتاوی رضویہ ۵/۴۴۰۔۴۴۱)

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِيْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلَاۃٍ.

ترجمہ:

محمد بن عمرو سے روایت ہے وہ ابوسلمہ سے اور ابوسلمہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کیلئے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

حافظ ابن صلاح علوم الحدیث میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی محمد بن عمرو بن علقمہ صدق وعفت میں تو مشہور ہیں لیکن یہ اہل ضبط واتقان میں سے نہیں ہیں یہاں تک کہ بعض محدثین نے ان کو ان کے سوءِ حفظ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے اور بعض نے ان کے صدق اور جلالت کی وجہ سے ان کی توثیق کی ہے لہذا اس اعتبار سے ان کی حدیث حسن ہے۔لیکن اس حدیث کے ایک اور سند سے مروی ہونے کی وجہ سے وہ خدشہ دور ہو گیا جو کہ راوی میں سوءِ حفظ کے سبب پیدا ہوا تھا اور اس حدیث میں جو نقصان پہلے تھا اس کی تلافی دوسری حدیث سے ہوگئی تو یہ حدیث صحیح لغیرہ کے مرتبہ پر پہنچ گئی۔

(۳)......حَسَن لِذاتِہ:

وہ حدیث جس کے راویوں میں صحیح لذاتہ کی تمام شرائط پائی جائیں لیکن ضبطِ روایت میں کچھ کمی ہو اور یہ کمی کسی اور ذریعے سے پوری نہ ہو۔

مثال:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبْعِي عَنْ أَبِى عِمْرَانَ الْجَوْنِي عَنْ أَبِى بَكْرِ بْنِ أَبِى مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِى بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''اِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ''

ترجمہ:''حضرت قتیبہ سندِ مذکور کے ساتھ حضرت ابوموسی اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دشمن کی موجودگی میں اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا:''بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔'' یہ حدیث حسن لذاتہ ہے کیونکہ اس کی اسناد کے چاروں رجال ثقہ ہیں سوائے جعفر بن سلیمان الضبعی کے کیونکہ ان کے ضبط میں کچھ کمی ہے اور یہ کمی کسی اور ذریعے سے پوری نہ ہوسکی۔

(٤)......حسن لغیرہ:

وہ حدیث ضعیف جس کا ضعف تعددِطرق سے ختم ہوجائے(۱)۔

---

2 ......☆تعددِطرق سے ضعیف حدیث قوت پاتی ہے بلکہ حسن ہوجاتی ہے۔ (فتاوی رضویہ۵/۴۷۲)

☆حصولِ قوت کوصرف دوسندوں سے آنا کافی ہے۔ (فتاوی رضویہ۵/۴۷۵)

مثال:

''عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ امْرأةً مِنْ بَنِي فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلٰى نَعْلَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَضِيْتِ مِنْ نَفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَيْنِ؟ قَالَتْ نَعَمْ. فَأَجَازَ.''

ترجمہ: عاصم بن عبید اللہ مذکورہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ بنوفزارہ کی ایک عورت نے دو جوتوں کے عوض نکاح کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس عورت سے دریافت فرمایا کہ تم اپنے نفس اور مال کے بدلے میں دو جوتوں کے معاوضہ پر راضی ہو؟ اس نے عرض کی ہاں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نکاح کی اجازت دے دی۔ اس حدیث کا ایک راوی عاصم بن عبید اللہ سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن چونکہ یہ حدیث متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے اس لیے حسن لغیرہ ہے۔

ان کا حکم:

یاد رہے یہ چاروں اقسام قابل استدلال ہیں یعنی ان سے حجت پکڑی جاسکتی ہے [1] کیونکہ یہ مقبول کی اقسام ہیں لیکن صحیح لذاتہ واجب العمل ہے۔

حسن لذاتہ ولغیرہ کے رتبہ میں فرق:

حسن لغیرہ حسن لذاتہ سے مرتبہ میں کم ہوتی ہے اگر کہیں ان دونوں میں

---

2 ......حدیثِ حسن احکامِ حلال وحرام میں حجت ہوتی ہے۔ (فتاوی رضویہ ۵/۴۳۷)

تعارض آجائے تو حسن لذاتہ کو ترجیح دی جائے گی۔

نوٹ:

چونکہ حسن لغیرہ کو سمجھنا خبر ضعیف کو سمجھنے پر موقوف ہے لہذا ضمنا خبر ضعیف کی تعریف درج کی جاتی ہے۔

خبر ضعیف:(۱)

وہ حدیث جس کے راویوں میں صحیح اور حسن کی تمام یا بعض شرائط مفقود ہوں اور یہ کمی پوری نہ ہو۔

رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :''اَلدِّیْکُ الْاَبْیَضُ صَدِیْقِيْ وَصَدِیْقُ صَدِیْقِيْ وَعَدُوٌّ عَدُوِّ اللّٰهِ''

سفید مرغ میرا دوست اور میرے دوست کا خیر خواہ اور اللہ کے دشمن کا دشمن ہے۔(کتاب الموضوعات لابن الجوزی)

حکم:

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث مقبول ہے(۲) نیز مواعظ، ترغیب اور

---

2 ......☆ یاد رہے کہ حدیث میں ضعف راوی کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ کوئی بھی حدیث جو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے ثابت ہو جائے وہ ضعیف نہیں۔☆ تعدد طرق سے ضعیف حدیث قوت پاتی ہے بلکہ حسن ہو جاتی ہے۔ (فتاوی رضویہ ۴۷۲/۵)

3 ......حلیہ میں فرمایا کہ جب حدیثِ ضعیف بالاجماع فضائل میں مقبول ہے تو اباحت میں بدرجہ اَولی۔ (فتاوی رضویہ ۲۴۰/۱)

ترہیب کے سلسلے میں بھی ضعیف احادیث بیان کی جاسکتی ہے لیکن یہ یاد رہے کہ ضعیف حدیث کی نسبت بالجزم سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف کرنا روانہیں ہاں یوں کہا جاسکتا ہے کہ **روي عن رسول الله** صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم **یا بلغنا عنہ** صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم **کذا**.

﴿......تتمّہ......﴾

هَذَا حَدِيْث حَسَن صَحِيْح:

بعض اوقات امام ترمذی ایک ہی حدیث کو حسن صحیح کہہ دیتے ہیں حالانکہ حسن رتبہ کے اعتبار سے صحیح سے کم ہوتی ہے جیسا کہ تعریفات کے ضمن میں گذر چکا، اس کے جواب میں امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱)......جب کسی حدیث کی دو یا زائد اَسناد ہوں تو **حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ** کا معنی ہوتا ہے کہ ایک سند کے اعتبار سے حسن ہے جبکہ دوسری کے اعتبار سے صحیح۔

(۲)......اور اگر ایک ہی سند ہو تو ایک قوم کے نزدیک اس کی شرائط کے مطابق وہ حدیث حسن جبکہ دوسری قوم کے نزدیک اس کی شرائط کے مطابق صحیح ہوتی ہے لیکن چونکہ امامِ مجتہد کو ناقل کی حالت میں تردد ہوتا ہے اس لیے وہ حدیث کو ایک وصف سے متصف نہیں کر پاتا اور کمالِ تقوی اور عدالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہہ دیتا ہے کہ **هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ** یعنی **حَسَنٌ أَوْ صَحِيْحٌ**.

حدیث صحیح کے مراتب:

کسی حدیث کے صحیح ہونے کیلئے جن اوصاف وشرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان کے مختلف ہونے کی وجہ سے احادیثِ صحیحہ کے مابین آپس میں بھی تفاوت ہے کیونکہ بعض احادیثِ صحیحہ میں مذکورہ اوصاف وشرائط بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں جبکہ بعض میں کچھ کمی کے ساتھ۔ چنانچہ احادیث صحیحہ کے مراتب بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱)......وہ احادیث جنہیں امام بخاری ومسلم دونوں نے اپنی صحیحین میں ذکر کیا ایسی حدیث کو متفق علیہ کہتے ہیں۔

(۲)......جنہیں صرف امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

(۳)......جنہیں صرف امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

(٤)......وہ احادیث جو امام بخاری ومسلم کی شرائط پر ہوں لیکن انہوں نے انہیں روایت نہ کیا ہو۔

(٥)......جو صرف امام بخاری کی شرائط پر ہوں، لیکن انہوں نے انہیں روایت نہ کیا ہو۔

(٦)......جو صرف امام مسلم کی شرائط پر ہوں، لیکن انہوں نے انہیں روایت نہ کیا ہو۔

(۷)......جو امام بخاری کے علاوہ دیگر ائمہ مثلا (امام ابن خزیمہ وامام ابن

حبان) کے نزدیک صحیح ہوں۔(1)

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال نمبر (1): صفاتِ راوی کے اعتبار سے خبرِ مقبول کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

سوال نمبر (2): صحیح لذاتہ کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (3): صحیح لغیرہ کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (4): حسن لذاتہ کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (5): حسن لغیرہ کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (6): حدیث ضعیف کی تعریف مثال اور حکم بیان فرمائیں۔

❁......❁......❁......❁

2......☆ کتب صحاح ستہ میں مذکورہ تمام احادیث صحیح نہیں تسمیہ بصحاح تغلیباً ہے۔ (فتاوی رضویہ ۴۳۹/۵) ☆مسلم و بخاری میں بھی ضعفاء کی روایات موجود ہیں۔ (فتاوی رضویہ ۵۱۱/۵) ☆ابن جوزی نے صحاح ستہ اور مسند امام احمد کی چوراسی احادیث کو موضوع کہا۔(فتاوی رضویہ ۵۴۸/۵) ☆بالفرض اگر کتب حدیث میں اصلاً پتا نہ ہوتا تاہم ایسی حدیث کا بعض کلماتِ علماء میں بلا سند مذکور ہونا بس (کافی) ہے۔(فتاوی رضویہ ۵۵۵/۵)

سبق نمبر: (5)

﴿......دوراویوں کے درمیان الفاظِ حدیث میں اختلاف کی وجہ سے خبر کی اقسام......﴾

دوراویوں کے درمیان الفاظِ حدیث میں اختلاف کی دواقسام ہیں:

(۱)......ثقہ اپنے سے ارجح کی مخالفت کرے گا۔

(۲)......ضعیف راجح کی مخالفت کرے گا۔

شاذ ومَحفوظ:

اگر ثقہ راوی اپنے سے ارجح (اوثق) کی مخالفت کرے تو ثقہ کی روایت کوشاذ جبکہ ارجح کی روایت کومحفوظ کہیں گے۔

شاذ ومحفوظ کی مثال:

یادرہے کہ شذوذ کبھی سند میں ہوتاہےاور کبھی متن میں۔

شُذُوذ فی السَنَد کی مثال:

رَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ”أَنَّ رَجُلاً تُوُفِّيَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثاً اِلَّا مَوْلًى هُوَ أَعْتَقَهُ“.

ترجمہ : امام ترمذی ونسائی وابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے زمانے میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے آزاد کئے گئے غلام کے سوا کوئی وارث نہ چھوڑا''۔

اس حدیث کو ابن جریج نے ابن عیینہ کی متابعت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک متصل سند کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن حماد بن زید نے سند میں انکی مخالفت کی ہے اور اسے عمرو بن دینار کے واسطے سے عوسجہ سے مرسلاً نقل کیا اور سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ ابو حاتم نے ابن عیینہ کی حدیث کو **محفوظ** قرار دیا ہے اور حماد بن زید جو کہ ثقہ راوی ہیں کی روایت کو **شاذ** قرار دیا ہے کیونکہ ابن عیینہ حماد بن زید سے اوثق ہیں۔

شُذُوذ فی المَتَن کی مثال:

رَوٰی أَبُوْدَاوُدَ وَالتِرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ الْاَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً ''اِذَا صَلّٰی أَحَدُكُمُ الْفَجْرَ فَلْيَضْطَجِعْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ''

ترجمہ : امام ابوداود وترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی نماز فجر ادا کر چکے تو اسے

چاہیے کہ اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جائے۔(تھوڑی دیر آرام کے لئے)

عبدالواحد کی یہ روایت شاذ ہے کہ کیونکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو بیان کرنے میں عبدالواحد نے کثیر تعداد کی مخالفت کی ہے کیونکہ ایک کثیر تعداد نے اسے حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے فعل کے طور پر بیان کیا ہے نہ کہ بطورِ قول۔ لہذا عبدالواحد کی یہ روایت شاذ جبکہ کثیر تعداد کی مروی روایت محفوظ ہے۔

حکم:

شاذ حدیث مردود ہے اور محفوظ مقبول (مقبول ومردود کا حکم گذر چکا)۔

مَعْرُوف ومُنکَر:

جب ضعیف راوی الفاظ حدیث میں اپنے سے ارجح کی مخالفت کرے تو ضعیف کی روایت کو منکر جبکہ ارجح کی روایت کو معروف کہیں گے۔

معروف ومُنکَر کی مثال:

رَوَى ابْنُ حَاتَمٍ مِنْ طَرِيقِ حُبَيِّبِ بْنِ حَبِيبٍ وَهُوَ أَخُو حَمْزَةَ بْنِ حبيب الزَّيَّاتِ الْمُقْرِيْ عَنْ أَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ وَصَامَ وَقَرَى الضَّيْفَ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: ابن حاتم نے حبیب بن حبیب جو کہ حمزہ بن حبیب الزیات المقری

کے بھائی ہیں سے انھوں نے ابواسحاق سے انھوں نے عیزار بن حریث سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز قائم کی اور زکاۃ ادا کی اور بیت اللہ کا حج کیا اور روزہ رکھا اور مہمان کی مہمان نوازی کی وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ابو حاتم نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے کیونکہ حبیب (جوکہ ضعیف ہے) نے اسے دیگر ثقہ راویوں کی مخالفت کرتے ہوئے مرفوعا بیان کیا ہے حالانکہ دیگر ثقہ راویوں نے اسے ابواسحاق سے موقوفا بیان کیا ہے لہذا ثقہ راویوں کی روایت معروف ہے
۔

حکم:

حدیثِ معروف مقبول ہے جبکہ منکر مردود۔

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال نمبر (1): شاذ ومحفوظ کی تعریف، مثال اور حکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (2): معروف ومنکر کی تعریف مثال اور حکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (3): حدیث کی مندرجہ بالا تقسیم کس اعتبار سے کی گئی ہے؟

❁......❁......❁......❁

سبق نمبر: (6)

﴿......دوراویوں کے درمیان الفاظِ حدیث میں موافقت کے اعتبار سے فردِ نسبی کی اقسام......﴾

اس اعتبار سے حدیث کی تین اقسام کی جاسکتی ہیں:

(۱)......متابِع (۲)......متابَع (۳)......شاہد

متابِع ، متابَع ، اور شاہِد:

وہ حدیث جو فرد حدیث (فرد نسبی) کے ساتھ لفظا ومعنی یا فقط معنی موافقت کرے متابِع کہلاتی ہے جبکہ جسکی موافقت کی جائے وہ متابَع کہلاتی ہے۔متابعت کے لیے شرط ہے کہ دونوں حدیثیں ایک ہی صحابی کی مسند ہوں اوراگر صحابی مختلف ہوتو موافقت کرنے والی حدیث کو شاہد کہیں گے۔

متابِع ومتابَع کی مثال:

رَوَی الشَّافِعِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَلاَ تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلاَلَ وَلاَ تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلاَثِيْنَ".

ترجمہ: امام شافعی نے امام مالک سے انھوں نے عبداللہ بن دینار سے

انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مہینہ (کبھی) انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے لہذا روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند نہ دیکھ لو اور روزہ ترک نہ کرو یہاں تک کہ چاند نہ دیکھ لو اور اگر چاند دکھائی نہ دے تو تیس دن پورے کرو.

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کرنے میں امام مالک سے متفرد ہیں کیونکہ امام مالک کے دوسرے اصحاب (شاگردوں) نے اسی سند سے ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے۔ ''فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ'' امام شافعی کے متفرد ہونکی وجہ سے لوگوں نے یہ گمان کیا کہ امام شافعی کی یہ حدیث غریب ہے لیکن ہمیں ایک اور حدیث مل گئی جسے عبداللہ بن مسلمہ القعنبی نے انہی الفاظ کے ساتھ امام مالک سے روایت کیا.

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ .... فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ .

یہ دونوں حدیثیں ایک ہی صحابی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے ہیں۔ لہذا امام شافعی سے مروی حدیث کو متابَع اور عبداللہ بن مسلمہ کی حدیث کو متابِع کہیں گے۔

شاھد کی مثال:

اسی حدیث کو دوسرے صحابی کی سند سے امام نسائی نے روایت کیا ہے حدیث یہ ہے۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ... فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلاثِيْنَ . لہذاامام نسائی سے مروی یہ حدیث شاہد ہے۔

حکم:

متابِع، متابَع اور شاھد فردِ نسبی کی اقسام ہیں اور فرد نسبی خبر غریب کی ایک قسم ہے لہذاان کا حکم وہی ہے جو خبر غریب کا یعنی ان سے ظن کا فائدہ حاصل ہوگا لیکن قرائن وشواہد سے قوت پا کر یہ واجب العمل حکم کا فائدہ دیں گی۔

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال نمبر (1): متابِع، متابَع اور شاہد کی تعریفات بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (2): متابِع ومتابَع کی مثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (3): شاہد کی مثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (4): مندرجہ بالا اقسامِ حدیث کا حکم بیان فرمائیں۔

سبق نمبر: (7)

......معارضہ سے سلامت ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے خبرِ مقبول کی اقسام......

بعض اوقات خبرِ مقبول کے معارض دوسری خبر مقبول آجاتی ہے جو کہ مفہوم میں پہلی کے مخالف ہوتی ہے لہذا اس معارضہ کے اعتبار سے خبر مقبول کی چار اقسام ہیں:

(۱)......محکم　(۲)......مختلف الحدیث

(۳)......ناسخ　(٤)......منسوخ

(۱)...... مُحْکَم:

وہ حدیثِ مقبول جو ایسی دوسری حدیث کے معارضہ سے محفوظ ہو جو اسی کی مثل مقبول ہو۔ صحاح کی کتابوں میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

مثال: اِنَّ أَشَدَّالنَّاسِ عَذَاباً يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُشَبِّهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالی کی مخلوق کی تصویریں بناتے ہیں۔

حکم: اس پر بلا شبہ عمل کرنا واجب ہے۔

(۲)...... مُخْتَلِفُ الحدیث:

وہ حدیثِ مقبول جس کی معارض اسی کی مثل مقبول حدیث ہواوران دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو۔

مثال:

ایک حدیث میں فرمایا گیا: ''**لاَ عَدْوٰی وَلاَ طِیَرَۃَ**'' کوئی مرض بھی اڑ کرنہیں لگتا اور نہ ہی بدفالی (کوئی چیز) ہے۔جبکہ دوسری حدیث میں فرمایا گیا: ''**فِرَّمِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَکَ مِنَ الْاَسَدِ**'' مجذوم سے اس طرح بھاگ جس طرح تو شیر سے بھاگتا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور بظاہر ان میں تعارض ہے کیونکہ پہلی حدیث مرض کے متعدی ہونے یعنی اڑ کر لگنے کی نفی کرتی ہے جبکہ دوسری بظاہر اثبات کرتی ہے لیکن علماء نے ان دونوں کے درمیان تطبیق کی ہے جو کہ اصولِ حدیث کی کتب میں مذکور ہے۔

حکم: ایسی دونوں حدیثیں جن کے مابین تطبیق ممکن ہوان دونوں پر عمل کرنا واجب ہے۔

(۳)...... ناسخ ومنسوخ:

اگر دو حدیثیں متعارض ہوں اور یہ معلوم ہوجائے کہ فلاں حدیث مؤخر ہے اور فلاں مقدم تو مؤخر ناسخ اور مقدم کو منسوخ کہیں گے۔

مثال: ایک حدیث میں ہے: ''**أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ**'' فصد لگانے

اورلگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔جبکہ دوسری حدیث میں ہے: ''أَنَّ النَّبِيَّ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ '' کہ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فصد لگوایا اس حال میں کہ آپ احرام کی حالت میں روزہ دار تھے۔پہلی حدیث جو کہ تاریخ کے اعتبار سے مقدم ہے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فصد لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ دوسری حدیث جو کہ موخر ہے سے ثابت ہوتا ہے کہ فصد لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لہذا دوسری حدیث ناسخ (حکم ختم کرنے والی) ہوئی جبکہ پہلی منسوخ۔ یادر ہے کہ نسخ حدیث کی اور بھی صورتیں ہیں۔جیسے: (۱) تصریحِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے۔(۲) تصریح صحابی رسول سے۔(۳) اجماع کی دلالت سے۔

حکم: ناسخ آجانے کے بعد منسوخ پر عمل جائز نہیں۔

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال نمبر (1): محکم کی تعریف مثال اور حکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (2): مختلف الحدیث کی تعریف، مثال اور حکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (3): ناسخ ومنسوخ کی تعریف، مثال اور حکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (4): حدیث کو مندرجہ بالا اقسام میں کس اعتبار سے تقسیم کیا گیا ہے؟

سبق نمبر: (8)

﴿......سند میں سقوطِ راوی کے اعتبار سے خبرِ مردود کی اقسام......﴾

اس اعتبار سے خبر مردود کی پانچ اقسام ہیں:

(۱)......معلق (۲)......مرسل (۳)......معضل
(٤)......منقطع (۵)......مدلس

(۱)...... مُعَلَّق:

وہ حدیث جس میں سند کی ابتداء سے کوئی راوی مصنف کے تصرف سے ساقط ہو۔اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ چند راوی یا پوری سند کو حذف کر دیا جائے مثلا یوں حدیث بیان کی جائے۔**قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کذا** (سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے یوں فرمایا)

(۲)...... مُرْسَل:

وہ حدیث جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد صحابی کا نام حذف کر کے اسے براہِ راست سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے روایت کیا جائے۔

مثال:

’’عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ'' سعید بن مسیّب (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا۔اس حدیث کو سعید بن مسیّب جو کہ تابعی ہے نے براہ راست سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے روایت کیا ہے اور درمیان میں موجود صحابی کا نام ذکر نہیں کیا۔

(۳)...... مُعْضَل:

وہ حدیث جس کی سند سے دو یا دو سے زائد راوی پے در پے ساقط ہوں۔مثال تبع تابعی حدیث بیان کرتے ہوئے نہ تابعی کا نام لے اور نہ صحابی کا بلکہ براہِ راست سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے روایت کرے۔

مثال:

اس کی مثال موطا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ روایت ہے: ''بَلَغَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْاَعْمَالِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ '' امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''غلام کو دستور کے مطابق کھانا اور کپڑے دیئے جائیں اور اسے اس کی طاقت بھر کاموں کا ہی ذمہ دار بنایا جائے۔''

اس حدیث کی سند میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ اور حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان دو راوی محذوف ہیں اس لیے یہ حدیث معضل ہے کیونکہ حقیقت میں امام مالک رحمہ اللہ نے محمد بن عجلان اور انہوں نے اپنے والد عجلان سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

(٤)...... مُنْقَطِع:

وہ حدیث جس کی سند میں سے کوئی بھی راوی ساقط ہو جائے عموما اس کا اطلاق اس حدیث پر ہوتا ہے جس میں تابعی سے نیچے درجے کا کوئی شخص صحابی سے روایت کرے۔

مثال:

''رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوْعاً: اِنْ وَلَّيْتُمُوْهَا أَبَابَكْرٍ فَقَوِيٌ أَمِيْنٌ'' اس حدیث کی سند سے ایک راوی ساقط ہے جس کا نام شریک ہے یہ راوی ثوری اور ابو اسحاق کے درمیان سے ساقط ہے کیونکہ ثوری نے یہ حدیث ابو اسحاق سے نہیں سنی بلکہ شریک سے سنی ہے اور شریک نے ابو اسحاق سے۔

(٥)...... مُدَلَّس:

جس حدیث کی سند کا عیب پوشیدہ رکھا جائے اور ظاہر کو سنوار کر پیش کیا جائے۔ مدلس کی دو قسمیں ہیں:

(۱)......مدلس الاسناد (۲)......مدلس الشیخ

(۱)......مُدلَّس الاِسناد:

وہ حدیث جس کو راوی اپنے شیخ سے سنے بغیر ایسے الفاظ سے شیخ کی طرف نسبت کرے جس سے سننے کا گمان ہو، اسکی صورت یہ ہے کہ راوی نے حدیث اپنے شیخ کے علاوہ کسی اور سے سنی ہو لیکن روایت کرتے وقت ایسے الفاظ ذکر کرے جو شیخ سے سماع کا ایہام کرتے ہوں، جیسے قَالَ، عَنْ اور أَنَّ وغیرہ۔

(۲)......مُدلَّس الشیخ:

وہ حدیث جسے راوی اپنے استاد سے نقل کرتے ہوئے اس کیلئے کوئی غیر معروف نام، لقب، کنیت، یا نسب ذکر کرے تاکہ اسے پہچانا نہ جاسکے۔

ان کاحکم:

ایسی احادیث ضعیف کی اقسام سے ہیں۔

نوٹ :

ان کی مثالیں اگلی کتابوں میں آئیں گی۔

تدلیس کا سبب:

تدلیس کا سبب کبھی یہ ہوتا ہے کہ شیخ کے صغیر السن ہونے کی وجہ سے راوی ازراہ خفت اس کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتا یا راوی کا شیخ کوئی معروف شخص نہیں ہوتا یا عوام وخواص میں اس کو مقبولیت حاصل نہیں ہوتی یا پھر مجروح ضعیف

ہوتا ہے لہذا شیخ کے نام کو ذکر کرنے سے پہلو تہی کی جاتی ہے۔

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال نمبر (1): معلق کی تعریف، مثال اور حکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (2): مرسل کی تعریف، مثال اور حکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (3): معضل کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (4): منقطع کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں۔

سوال نمبر (5): مدلس کی تعریف واقسام بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (6): تدلیس کا سبب وحکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (7): حدیث کی مندرجہ بالا تقسیم کس اعتبار سے کی گئی ہے؟

سبق نمبر: (9)

﴿......راوی میں طعن کے اعتبار سے خبرِ مردود کی اقسام......﴾

طعن سے مراد راوی میں ایسی نا مناسب صفات کا ہونا ہے جس کی وجہ سے حدیث مردود ہو جائے اس اعتبار سے خبرِ مردود کی چار قسمیں ہیں:

(۱)......موضوع (۲)......متروک (۳)......منکر (٤)......معلل

(۱)......موضوع:

جو جھوٹی بات گھڑ کر سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف بطورِ حدیث منسوب کر دی گئی ہو اسے موضوع حدیث کہتے ہیں۔(۱)

نوٹ:

کسی حدیث پر موضوع ہونے کا حکم ظنِ غالب سے لگایا جاتا ہے

2......☆ضعفِ راویان کے باعث حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم وجزاف ہے۔ (فتاوی رضویہ ۵/۴۵۳)

☆بارہا موضوع یا ضعیف کہہ دینا ایک سند کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث کے اعتبار سے۔ (فتاوی رضویہ ۵/۴۶۸)

☆ابن جوزی نے جس جس حدیث کو غیر صحیح کہا اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ (فتاوی رضویہ ۵/۴۴۱)

☆حدیث موضوع بالاجماع نا قابلِ انجبار، نہ فضائل وغیرہ کسی باب میں لائقِ اعتبار۔ (فتاوی رضویہ ۵/۴۴۰)

قطعیت کے ساتھ کسی حدیث کو موضوع نہیں کہا جاسکتا، موضوع حدیث کو بیان کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کا موضوع ہونا بیان کردیا جائے۔

مثال:

''اَلْبَاذِنْجَانُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ'' بینگن ہر بیماری کیلئے شفا ہے۔

(۲)...... متروک:

وہ حدیث جس کی سند میں کوئی ایسا راوی آجائے جس پر کذب کی تہمت ہو۔تہمت کذب کے دو اسباب ہیں:(۱) وہ حدیث صرف اسی راوی سے مروی ہواور قواعد معلومہ کے خلاف ہو۔(۲) اس شخص کا عادۃً جھوٹ بولنا مشہور ومعروف ہو لیکن حدیث نبوی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم میں اس کا جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو۔

مثال:

''عمرو بن شمر جعفی جابر سے وہ ابوطفیل سے اور وہ حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتے اورنویں ذی الحجہ کے دن صبح کی نماز سے تکبیرات تشریق شروع فرماتے اور ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز پر تکبیرات ختم کرتے تھے۔'' امام نسائی اور دارقطنی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں راوی عمرو بن شمر متروک الحدیث ہے۔

نوٹ:

متروک میں موضوع کی بہ نسبت ضعف کم ہوتا ہے۔

(۳)……مُنْکَر:

وہ حدیث جس کا راوی فحش غلطی کرنے یا کثرتِ غفلت یا فسق کے ساتھ مطعون ہو۔(حدیث منکر کی ایک اور تعریف کی جاتی ہے جو کہ گذرچکی ہے)

مثال:

''عَنْ أَبِيْ زُكَيْرٍ يَّحْيَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً كُلُوْا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ كُلُوْا الْخَلَقَ بِالْجَدِيْدَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَغْضِبُ وَيَقُوْلُ بَقِيَ ابْنُ آدَمَ حَتّٰى أَكَلَ الْخَلَقَ بِالْجَدِيْدِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

ترجمہ:

ابوزکیر یحیی بن محمد بن قیس مذکورہ سند سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کچی کھجور کو چھواروں کے ساتھ اور پرانی کھجور کونئ کے ساتھ ملا کر کھاؤ کیونکہ شیطان غضبناک ہوتا ہے کہ ابن آدم اتنا عرصہ زندہ رہا یہاں تک کہ پرانی کھجور کو تازہ کے ساتھ ملا کر کھانے لگا۔''

امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ یہ حدیث منکر ہے کیونکہ اسے روایت کرنے میں یحیی بن محمد بن قیس منفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(٤)......مُعَلَّل:(١)

وہ حدیث جس کے راوی میں طعن اس کے وہم کی وجہ سے ہو۔یعنی راوی وہم کے سبب ایک حدیث کو دودسری میں داخل کردے،یا مرفوع کو موقوف یا موقوف کو مرفوع قرار دے دے وغیرہ۔

نوٹ:

جب قرائن کو جمع کیا جائے تو حدیثِ معلل کا پتہ چلتا ہے۔

مثال:

یعلی بن عبید سفیان ثوری سے وہ عمرو بن دینار سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے اور وہ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''بائع اور مشتری کو خیار ہے۔''اس سند میں یعلی بن عبید نے غلطی سے عمرو بن دینار کو سند میں ذکر کیا ہے حالانکہ سفیان ثوری عمرو بن دینار سے نہیں بلکہ عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں کیونکہ سفیان کے تمام اصحاب (شاگرد) اس حدیث کو عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔

ان کا حکم:

یہ خبر مردود کی اقسام میں سے ہیں اور خبرِ مردود کا حکم گذر چکا ہے۔

☆......☆......☆......☆

2...... حدیث معلول کے لیے ضعف راوی ضروری نہیں (فتاوی رضویہ ۲۰۶/۵)

(مشق)

سوال نمبر(1):موضوع حدیث کی تعریف ومثال بیان کریں۔

سوال نمبر(2):متروک کی تعریف ومثال بیان کریں۔

سوال نمبر(3):منکر کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(4):معلل کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(5):ان سب کا حکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(6):خبر مردود کی مندرجہ بالا تقسیم کس اعتبار سے کی گئی ہے؟

سبق نمبر: (10)

﴿......راوی کی طرف سے حدیث میں اضافہ یاتغیر وتبدل کرنے کے اعتبار سے حدیث کی اقسام......﴾

بعض اوقات راوی کی طرف سے حدیث میں اضافہ یاتغیر وتبدل وقوع پذیرہوتاہےاس اعتبار سے حدیث کی درج ذیل چھ اقسام ہیں:

(۱)......مدرج السند(۲)......مدرج المتن (۳)......مقلوب

(٤)......مزید فی متصل الاسانید(٥)......مضطرب(٦)......مصحف ومحرف

(۱)......مُدرَجُ السَنَد:

جس حدیث کی سند میں تغیر کردیا جائے۔

مثال:

''رَوَی ابنُ مَاجَۃَ عَنْ اِسمَاعِیلَ الطَلحِيْ عَنْ ثَابِتِ بْنِ مُوسَی الْعَابِدِ الزَّاھِدِ عَنْ شَرِیکٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ سُفیَانَ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: مَنْ کَثُرَتْ صَلاتُہٗ بِاللَّیلِ حَسُنَ وَجْھُہٗ بِالنَّھَارِ''

ترجمہ: ابن ماجہ اسماعیل الطلحی سے وہ ثابت بن موسی سے (جوکہ عابدوزاہد تھے)وہ شریک سے وہ اعمش سے وہ ابوسفیان سے وہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاروایت کرتے ہیں کہ جوشب میں نوافل کی کثرت کرے دن کے

وقت اس کا چہرہ حسین (نورانی) ہوگا۔

اس روایت کے بارے میں امام حاکم نے فرمایا کہ شریک یہ حدیث لکھوا رہے تھے کہ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب اتنا کہہ کر خاموش ہوئے تاکہ لکھنے والے لکھ لیں اتنے میں ثابت تشریف لے آئے انہیں دیکھ کر شریک نے کہا مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ یہ سن کر ثابت نے گمان کیا کہ یہ اس سند کا متن ہے چنانچہ وہ اسے آگے بیان کرتے تھے۔

(۲)...... مُدْرَجُ الْمَتَن:

جس حدیث کے متن میں ایسا کلام بلافصل داخل کر دیا جائے جو حدیث کا حصہ نہ ہو مدرج المتن کہلاتی ہے۔ یہ اضافہ کبھی متن کی ابتداء میں ہوتا ہے کبھی درمیان میں اور کبھی آخر میں لیکن اکثر آخر میں ہی ہوتا ہے۔

مثال:

''عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ''

ترجمہ: شعبہ سے روایت ہے وہ محمد بن زیاد سے اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

نے فرمایا: وضوء کامل کرو خشک ایڑھیوں کیلئے آگ کا عذاب ہے۔''

اس حدیث میں ''أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ'' کے الفاظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں گویا کہ انہوں نے فرمایا کہ وضوء کامل کرو اور اس پر دلیل کے طور پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمان لائے کہ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ لیکن اس سے حدیث کے الفاظ میں اشتباہ ہو گیا کیونکہ أَسْبِغُوا الْوُضُوء کے الفاظ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہونے پر ظاہرا کوئی قرینہ نہیں۔

ادراج کا حکم:

ادراج بالاجماع حرام ہے لیکن اگر مشکل لفظ کی تفسیر کیلئے ادراج کیا گیا ہو تو غیر ممنوع ہے۔

(۳)...... مقلوب:

جس حدیث کے متن یا سند میں تبدیلی کردی جائے چاہے الفاظ کے بدلنے سے ہو یا ان کو مقدم ومؤخر کرنے سے۔

مثال:

''عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ :اَلسَّبْعَةُ الَّذِيْنَ يُظِلّٰهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ فَفِيْهِ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ يَمِيْنُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ'' **ترجمہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سات آدمی جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے

سایہ رحمت میں اس دن جگہ دے گا کہ جس دن اللہ کے سایہ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں سے ایک وہ شخص ہے کہ جس نے صدقہ کیا پھر اسے چھپایا یہاں تک کہ اس کے سیدھے ہاتھ کوخبر نہ ہو کہ الٹے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔''

اس حدیث کے الفاظ میں قلب ہے کیونکہ اصل الفاظ یہ تھے'' **حَتّٰی لاَ تَعْلَمَ شِمَالُه مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ** '' یہاں تک کہ اس کے الٹے ہاتھ کوخبر نہ ہو کہ سیدھے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

حکم:

قلب جائز نہیں لیکن اگر بغرض امتحان کیا جائے تو جائز ہے تا کہ محدث کے حفظ کو جانچا جاسکے اور جھوٹے محدثین سے بچا جاسکے۔ بشرطیکہ اسی مجلس میں درست حدیث بیان کردی جائے۔

(٤)......مزید فی متّصل الاسانید:

جس حدیث کی سند بظاہر متصل ہوا سکے اثناء سند میں کسی راوی کا اضافہ کردیا جائے تو وہ حدیث مزید فی متصل الاسانید کہلاتی ہے۔

مثال:

''عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عبد الرحمٰن بن یزید سے اور انہیں بسر بن عبید اللہ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ میں نے ابوادریس سے اور انہوں نے وائلہ سے اور انہوں نے ابو

مرثد غنوی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف متوجہ ہو کر نماز نہ پڑھو۔''

اس حدیث کی سند میں دو جگہوں پر راویوں کا اضافہ کیا گیا ہے ایک سفیان کا اور دوسرے ابوادریس کا، یہ اضافہ راویوں کے وہم کے سبب ہوا کیونکہ دیگر ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے یہ حدیث اس اضافہ کے بغیر بیان کی ہے۔

(۵)......مُضطَرِب:

وہ حدیث جو ایسی مختلف اسانید سے مروی ہو جو قوت میں مساوی ہوں لیکن حدیث کے مفہوم میں ایسا تعارض ہو کہ تطبیق ممکن نہ ہو۔(۱)

مثال:

''رَوَی التِّرمِذِيُّ عَنْ شَرِیْکٍ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّكَاةِ فَقَالَ: ''اِنَّ فِی الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّكَاةِ'' ''مال میں زکوۃ کے علاوہ اور بھی حق ہے۔'' اور ابن ماجہ نے قوت میں اسی کی مثل سند سے یہ حدیث روایت کی کہ: ''لَيْسَ فِی الْمَالِ حَقٌّ سِوَی

2 ......حدیث مضطرب بلکہ منکر بلکہ مدرج بھی موضوع نہیں یہاں تک کہ فضائل میں مقبول ہے۔ (فتاوی رضویہ ۴۵۰/۵)

الزَّكَاةِ مال میں زکوۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں۔'' عراقی نے فرمایا کہ یہ ایسا اضطراب ہے کہ تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا۔

حکم: حدیث مضطرب ضعیف ہے۔(۱)

(٦)...... مُصَحَّف ومُحَرَّف:

وہ حدیث جس کے کسی کلمے کو اپنی اصلی حالت سے دوسری حالت میں بدل دیا گیا ہو۔

مثال:

حدیث شریف میں ہے: ''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ ''ترجمہ: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس سے متصل شوال کے چھ روزے رکھے۔'' پڑھنے والے نے اسے یوں پڑھا: ''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ شَيْئًا مِنْ شَوَّالٍ ''ترجمہ: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس سے متصل شوال کے کچھ روزے رکھے۔ اس طرح اس حدیث میں تصحیف ہوگئی۔

نوٹ:

یہ تصحیف فی المتن کی مثال ہے اسی طرح تصحیف فی السند اور تصحیف فی المعنی بھی ہوتی ہے۔

☆......☆......☆......☆

---

2 ......حدیثِ ضعیف سے استحباب ثابت ہوتا ہے سنیت نہیں۔ (فتاوی رضویہ ۱/۱۹۶)

(مشق)

سوال نمبر(1): مدرج السند کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(2): مدرج المتن کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(3): ادراج کاحکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(4): مقلوب کی تعریف ومثال وحکم بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(5): مزید فی متصل الاسانید کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(6): مضطرب کی تعریف، مثال نیزحکم بھی بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(7): مصحف ومحرف کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر(8): حدیث کی مندرجہ بالاتقسیم کس اعتبار سے کی گئی ہے؟

سبق نمبر: (11)

﴿......مدار و مصدر کے اعتبار سے حدیث کی اقسام......﴾

اس اعتبار سے حدیث کی چار اقسام ہیں:

(۱)......حدیث قدسی (۲)......حدیث مرفوع

(۳)......حدیث موقوف (٤)......حدیث مقطوع

(۱)......حدیث قدسی:[۱]

وہ حدیث جس کے راوی سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم ہوں اور نسبت اللہ تعالی کی طرف ہو۔

مثال:

سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ''مَنْ عَادَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ''

ترجمہ: جس نے میرے کسی ولی (دوست) سے عداوت کی میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔

---

❷......(i) یاد رہے کہ قرآن کریم کے الفاظ و معانی دونوں من جانب اللہ ہوتے ہیں بخلاف حدیث قدسی کے کہ اس میں معانی اللہ عزوجل کی جانب سے اور الفاظ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں۔ (ii) حدیث قدسی کی تعداد دوسو (200) سے زائد ہے۔

(۲)...... حدیث مرفوع:

وہ قول، فعل، تقریر یا صفت جس کی نسبت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف کی جائے۔

مثال: ''**عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ**'' امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: '' اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ''

حکم: حدیث مرفوع کبھی متصل، منقطع ومرسل وغیرہ ہوتی ہے لہذا یہ جس قسم کے تحت آئے گی اسی کا حکم اختیار کرے گی۔

(۳)...... حدیث موقوف:

وہ قول فعل یا تقریر جس کی نسبت صحابی کی طرف کی جائے۔

مثال: ''**قَالَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ لَا خَیْرَ فِيْ عِبَادَۃٍ لَا عِلْمَ فِیْھَا**'' یعنی اس عبادت میں کوئی خیر نہیں جس میں علم نہ ہو۔'' (تاریخ الخلفاء، عربی ص۱۴۷)

(٤)...... حدیث مقطوع:

وہ قول یا فعل جو کسی تابعی کی طرف منسوب ہو۔

مثال: ''**قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: اَلصَّبْرُ کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ**''

ترجمہ: حضرت حسن بصری (تابعی) رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (تفسیر الحسن البصری عربی، ۲۱۱/۱)

مقطوع اور منقطِع میں فرق:

حدیث مقطوع کا تعلق متن سے ہے یعنی وہ متن جو تابعی کی طرف منسوب ہو وہ حدیث مقطوع ہے جبکہ حدیث منقطع کا تعلق سند سے ہے یعنی وہ حدیث جس کی سند میں سے کوئی راوی ساقط ہو جائے متن سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

☆......☆......☆......☆

(مشق)

سوال نمبر (1): حدیث قدسی کی تعریف ومثال بیان کریں۔

سوال نمبر (2): حدیث مرفوع کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (3): حدیث موقوف کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (4): حدیث مقطوع کی تعریف ومثال بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (5): مقطوع و منقطع کا فرق بیان فرمائیں۔

سوال نمبر (6): حدیث کی مندرجہ بالا تقسیم کس اعتبار سے کی گئی ہے؟

﴿......چند ضروری معلومات......﴾

صحابی:

وہ خوش نصیب جس نے ایمان کی حالت میں سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہواور ایمان ہی پر اس کا انتقال ہوا ہو۔(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر)

تعداد صحابہ:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعداد کے بارے میں قطعی طور پر تو کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا لیکن محتاط اندازے کے مطابق ان کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔

افضل ترین صحابہ کرام:

اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق افضل ترین صحابہ سیدنا صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے بعد دیگر عشرہ مبشرہ، پھر اصحاب بدر واحد اور پھر اہل بیعت رضوان۔

مکثرین صحابہ:

وہ صحابہ کرام جن سے کثیر تعداد میں احادیث مروی ہیں ان کو مکثرین صحابہ کہا جاتا ہے یہ وہ حضرات ہیں جن کی مرویات کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(1)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ:

۵۳۷۴ احادیث

(2)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۲۶۳۰ احادیث

(3)......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵۴۰ احادیث

(4)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲۸۶ احادیث

(5)......حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۲۱۰ احادیث

(6)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۷۰ احادیث

ان کے علاوہ اور کسی صحابی کی احادیث کی تعداد دو ہزار سے زائد نہیں۔

تابِعی:

وہ شخص جس نے کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر اس کا وصال ہوا ہو۔

افضل ترین تابِعی:

(۱)......اہل مدینہ میں حضرت سعید بن مسیّب۔ (۲)......اہل کوفہ میں

حضرت اویس قرنی ۔(۳)اہل بصرہ میں حضرت حسن بصری۔رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

صِحَاحِ سِتَّہ:

حدیث کی چھ مستند ترین کتابیں:

(۱)......بخاری شریف (۲)......مسلم شریف (۳)......ترمذی شریف

(٤)......ابوداؤد شریف (٥)......نسائی شریف (٦)......ابن ماجہ شریف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افاداتِ رضویہ(1)

☆......حدیث کے صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔اور حدیث کے صحیح نہ ہونے سے اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

(ج٥،ص ٤٤٠،٤٤١)

☆......ابن جوزی نے جس جس حدیث کو غیر صحیح کہا اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ (ج٥،ص ٤٤١)

☆......لفظ''لا یثبت'' سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حدیث موضوع ہے۔

(ج٥،ص ٤٤٢)

☆......سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں۔ (ج٥،٤٤٨)

☆......ہمارے ائمہ کرام اور جمہور علماء کے نزدیک انقطاع سے صحت وحجیت میں کچھ خلل نہیں آتا۔ (ج٥، ص٤٤٨)

☆......حدیث مضطرب بلکہ منکر بلکہ مدرج بھی موضوع نہیں یہاں تک کہ فضائل میں مقبول ہیں۔ (ج٥،ص ٤٥٠)

2......مذکورہ فوائدِ حدیثیہ میں سے اکثر فوائد فتاوی رضویہ مخرجہ جلد۵ میں موجود رسائل منیر العین اور حاجز البحرین سے لئے گئے ہیں ان فوائد کو فقط ایک نظر دیکھنے سے امامِ اہلسنت کی دیگر علوم وفنون میں مہارت وجودتِ طبع کی طرح علم اصول حدیث میں بھی مہارت و دقتِ نظری آفتابِ نیم روز کی طرح واضح دکھائی دیتی ہے۔ہم نے یہاں ان فوائد کو اجمالاً ذکر کیا ہے لہذا اگر کسی کو تفصیل یا تشریح مطلوب ہو تو ان رسائل اور دیگر کتبِ اصولِ حدیث کی طرف مراجعت کرے۔۱۲

☆......ضعفِ راویان کے باعث حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم وجزاف ہے۔ (ج۵،ص۴۵۳)

☆......منکر ومتروک کی حدیث بھی موضوع نہیں۔(ج۵،ص۴۵۵،۴۵۶)

☆......بارہا موضوع یا ضعیف کہنا صرف ایک سند کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصلِ حدیث کے اعتبار سے۔ (ج۵،ص۴۶۸)

☆......تعددِطرق سے ضعیف حدیث قوت پاتی ہے بلکہ حسن ہوجاتی ہے۔ (ج۵،ص۴۷۲)

☆......حصولِ قوت کوصرف دوسندوں سے آنا کافی ہے۔(ج۵،ص۴۷۵)

☆......اہلِ علم کے عمل کر لینے سے حدیثِ ضعیف قوی ہوجاتی ہے۔ (ج۵،ص۴۷۵)

☆......حدیث''أَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ میں اگرچہ محدثین کوکلام ہےمگروہ اہل کشف کےنزدیک صحیح ہے۔ (ج۵،ص۴۹۱)

☆......اَخذ میں قلتِ مبالات زمانۂ تابعین سے پیدا ہوئی۔ (ج۵،ص۶۱۲)

☆......محدثین کی اصطلاح میں جس حدیث کو مُرْسَل، مُنْقَطِع، مُعَلَّق، مُعْضَل کہتے ہیں فقہاء اوراصولیین کی اصطلاح میں ان سب کومُرْسَل کہاجاتاہے۔ (ج۵،ص۶۲۱)

☆......لَاأَصْلَ لَھَا مقتضیِ کراہت نہیں۔ (ج۵،ص۶۴۱)

☆......کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا اگر اثر کرتا ہے تو صرف اس قدر کہ اسے ضعیف کہا جائے نہ کہ باطل وموضوع۔ (ج ٥، ص ٤٤٣)

☆......نافع اور عبداللہ بن واقد دونوں شاگردِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

(ج ٥، ص ١٦٧)

☆......محاوراتِ سلف واصطلاحِ محدثین میں تشیع اور رفض کے درمیان فرق ہے متأخرین ''شیعہ'' روافض کو کہتے ہیں۔ (ج ٥، ص ١٧٥)

☆......بخاری ومسلم کے تیس سے زیادہ وہ راوی ہیں جن کو اصطلاح قدماء پر بلفظِ تشیع ذکر کیا جاتا ہے۔ (ج ٥، ص ١٧٦)

☆......چند اوہام یا کچھ خطائیں محدث سے صادر ہونا نہ اسے ضعیف کر دیتا ہے نہ اس کی حدیث کو مردود۔ (ج ٥، ص ١٨٤)

☆......حدیثِ معلول کیلئے ضعفِ راوی ضروری نہیں۔ (ج ٥، ص ٢٠٦)

☆......جمہور محدثین کے مذہبِ مختار پر مدلس کا عنعنہ مردود ہے۔

(ج ٥، ص ٢٤٥)

☆......مرسل حدیث ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت ہے۔

(ج ٥، ص ٢٩٢)

☆......ضعیف ومتروک میں زمین وآسمان کا فرق ہے کہ ضعیف کی حدیث معتبر ومکتوب اور متابعت وشواہد میں مقبول ہے بخلاف متروک۔

(ج ٥، ص ٣٠٣)

☆......عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر وانس سے افقہ ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم

اجمعین۔ (ج ۵، ص ۳۱۱)

☆......حدیث صحیح نہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ غلط ہے۔ (ج ۵، ص ۴۳۶)

☆......حدیثِ حسن احکامِ حلال وحرام میں حجت ہوتی ہے۔

(ج ۵، ص ۴۳۷)

☆......کتبِ صحاحِ ستہ میں مذکورہ تمام احادیث صحیح نہیں تسمیہ بصحاح تغلیباً ہے۔ (ج ۵، ص ۴۳۹)

☆......حدیثِ موضوع بالاجماع نا قابلِ انجبار، نہ فضائل وغیرہ کسی باب میں لائقِ اعتبار۔ (ج ۵، ص ۴۴۰)

☆......حدیثِ ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے جبکہ محلِ احتیاط ہو۔

(ج ۵، ص ۴۹۴)

☆......حدیثِ ضعیف پر عمل کیلئے خاص اس فعل میں حدیثِ صحیح کا آنا ضروری نہیں۔ (ج ۵، ص ۵۰۱)

☆......مسلم و بخاری میں بھی ضعفاء کی روایات موجود ہیں۔

(ج ۵، ص ۵۱۱، ۵۱۲)

☆......دار قطنی احادثِ شاذہ معلّلہ سے پُر ہے۔ (ج ۵، ص ۵۱۸)

☆......کتبِ موضوعات میں کسی حدیث کا ذکر مطلقاً ضعف ہی کو مسلتزم نہیں۔ (ج ۵، ص ۵۴۸)

☆......ابنِ جوزی نے صحاحِ ستہ اور مسندِ امام احمد کی چوراسی احادیث کو موضوع کہا۔ (ج ۵، ص ۵۴۸)

☆......بالفرض اگر کتبِ حدیث میں اصلاً پتا نہ ہوتا، تاہم ایسی حدیث کا بعض کلماتِ علماء میں بلا سند مذکور ہونا کافی ہے۔ (ج۵،ص ۵۵۵)

☆......حدیث اگر موضوع بھی ہوتا ہم فعل کی ممانعت نہیں۔

(ج۵،ص ۵۶۱)

☆......عمل بموضوع اور عمل بمافی الموضوع میں فرقِ عظیم ہے۔

(ج۵،ص ۵۷۱)

☆......اعمالِ مشائخ محتاجِ سند نہیں، اعمال میں تصرف اور ایجادِ مشائخ کو ہمیشہ گنجائش (ہے)۔ (ج۵،ص ۵۷۱)

☆......مشاجرات صحابہ میں سیر و تاریخ کی موحش حکایتیں قطعاً مردود ہیں۔

(ج۵،ص ۵۸۲)

☆......مجہول العین کا قبول ہی مذہبِ محققین ہے۔ (ج۵،ص ۵۹۵)

☆......فضائلِ اعمال سے مراد اعمالِ حسنہ ہیں نہ صرف ثوابِ اعمال۔

(ج۵،ص ۶۰۰)

☆......ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ جس سے روایت فرمالیں اس کی ثقاہت ثابت ہوگی۔ (ج۵،ص ۶۱۲)

☆......افادۂ عام (جہالتِ راوی سے حدیث پر کیا اثر پڑتا ہے) کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا اگر اثر کرتا ہے تو صرف اس قدر کہ اسے ضعیف کہا جائے نہ کہ باطل و موضوع بلکہ علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ جہالت قادحِ صحت و مانعِ حجیت بھی ہے یا نہیں۔ (ج۵،ص ۴۴۳)

☆......جس حدیث میں راوی بالکل مبہم ہو وہ بھی موضوع نہیں۔
(ج۵، ص ۴۵۱)

☆......تعددِطرق سے مبہم کا جبرِ نقصان ہوتا ہے۔ (ج۵،ص ۴۵۲)

☆......حدیثِ مبہم دوسری حدیث کیلئے مقوی ہوسکتی ہے۔ (ایضا)

☆...... (تعددِطرق سے ضعیف حدیث قوت پاتی بلکہ حسن ہوجاتی ہے) حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے اور وہ سب ضعف رکھتے ہوں تو ضعیف ضعیف ملکر بھی قوت حاصل کر لیتے ہیں بلکہ اگر ضعف غایتِ شدت وقوت پر نہ ہو تو جبرِ نقصان ہوکر حدیث درجۂ حسن تک پہنچتی اور مثلِ صحیح خود احکامِ حلال میں حجت ہوجاتی ہے۔ (ج۵،ص ۴۷۲)

☆......اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ (التعقبات علی الموضوعات) کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''نہ صرف ضعیفِ محض بلکہ منکر بھی فضائل اعمال میں مقبول ہے۔'' (ج۵، ص ۴۷۷)

☆......اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ (فَتحُ المُبین بِشرحِ الاربَعِین) کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ایک حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ جسے میری طرف سے کسی عمل پر ثواب کی خبر پہنچی اور اس نے اس پر عمل کرلیا تو اسے اس کا اجر حاصل ہوجائے گا اگرچہ وہ بات میں نے نہ کہی ہو۔ (ج۵، ص ۴۷۹)

☆......دوسری جگہ دارقطنی وغیرہا کتب سے نقل فرماتے ہیں کہ: ''مَنْ بَلَغَهٗ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ شَیْءٌ فِیْهِ فَضِیْلَةٌ فَاَخَذَ بِهٖ اِیْمَانًا بِهٖ وَرَجَاءَ ثَوَابَهٗ، اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ذٰلِکَ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ کَذٰلِکَ '' جسے اللہ عزوجل کی

طرف سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے اور وہ اس پر یقین اور ثواب کی امید سے عمل کر لے تو اللہ عزوجل اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگر چہ خبر ٹھیک نہ ہو۔ (ج ۵، ص ۴۸۶)

☆ ......امام بخاری کو ایک لاکھ احادیثِ صحیحہ حفظ تھیں، صحیح بخاری میں کل چار ہزار بلکہ اس سے بھی کم ہیں۔ (ج ۵، ص ۵۴۶)

☆ ......(ایسی جگہ اگر سند کسی قابل نہ ہو تو صرف تجربہ، سند کافی ہے) أَقُولُ بالفرض اگر ایسی جگہ ضعفِ سند ایسی ہی حد پر ہو کہ اصلاً قابلِ اعتماد نہ رہے مگر جو بات اس میں مذکور ہوئی وہ علماء وصلحاء کے تجربہ میں آچکی تو علمائے کرام اس تجربہ ہی کو سندِ کافی سمجھتے ہیں۔ (ج ۵، ص ۵۵۱)

☆ ......اَلْمُعَلَّقُ عِنْدَ نَا فِي الْاِسْتِنَادِ کَالْمَوْصُوْلِ ہمارے نزدیک معلق مستند ہونے میں متصل کی طرح ہے۔ (ج ۱، ص ۲۳۸)

☆ ...... حدیثِ ضعیف: حلیہ میں فرمایا کہ جب حدیثِ ضعیف بالاجماع فضائل میں مقبول ہے تو اباحت میں بدرجہ اَولی۔ (ج ۱، ص ۲۴۰)

☆ ...... حدیثِ حسن: کسی مقصد کا ثبوت حدیثِ صحیح پر موقوف نہیں بلکہ حدیثِ صحیح کی طرح حسن سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ (ج ۱، ص ۲۴۱)

☆ ......حدیثِ ضعیف سے استحباب ثابت ہوتا ہے سنیت نہیں۔

(ج ۱، ص ۱۹۶)

☆ ......راوی کی تعریف وستائش روایت کی تعریف وستائش نہیں۔ اور راوی کا فی نفسہٖ صادق ہونا، حدیث میں اس کے ضعیف ہونے کے منافی نہیں۔

(ج ۳، ص ۳۵۳)

☆......اسبابِ طعن دس ہیں: ۱۔کذب ۲۔تہمت ۳۔کثرتِ غلط ۴۔غفلت ۵۔فسق ۶۔وہم ۷۔مخالفتِ ثقات ۸۔جہالت ۹۔بدعت ۱۰۔سوءِ حفظ۔

(ج ۵، ص ۴۵۴)

☆......مجہول کی تین قسمیں ہیں: **۱**۔مستور: جس کی عدالتِ ظاہری معلوم اور باطنی کی تحقیق نہیں۔ **۲**۔مجہول العین: جس سے صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہو۔ **۳**۔مجہول الحال: جس کی عدالتِ ظاہری وباطنی کچھ ثابت نہیں۔قسمِ اول یعنی مستور تو جمہور محققین کے نزدیک مقبول ہے یہی مذہب امام الأئمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔اور دو قسم باقی کو بعض اکابر حجت جانتے جمہور مورث ضعف مانتے ہیں۔ (ج ۵، ص ۴۴۳، ۴۴۴)

☆......(موضوعیتِ حدیث کیونکر ثابت ہوتی ہے) غرض ایسے وجوہ سے حکمِ وضع کی طرف راہ چاہنا محض ہوس ہے، ہاں موضوعیت یوں ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کا مضمون (۱) قرآنِ عظیم (۲) سنتِ متواترہ (۳) یا اجماعِ قطعی قطعیات الدلالۃ (۴) یا عقلِ صریح (۵) یا حسنِ صحیح (۶) یا تاریخِ یقینی کے ایسا مخالف ہو کہ احتمالِ تاویل وتطبیق نہ رہے۔(۷) یا معنی شنیع وقبیح ہوں جن کا صدور حضور پُر نور صلوات اللہ علیہ سے منقول نہ ہو، جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عبث یا سفہ یا مدحِ باطل یا ذمِ حق پر مشتمل ہونا۔(۸) یا ایک جماعت جس کا عدد حدِ تواتر کو پہنچے اور ان میں احتمال کذب یا ایک دوسرے کی تقلید کا نہ رہے اُس کے کذب وبطلان پر گواہی مستنداً الی الحس دے۔عہ :زِدْتُہٗ لِاَنَّ

اَلتَّوَاتُرَ لَایُعْتَبَرُ اِلَّافِی الْحِسِّیَّاتِ کَمَا نَصُّوْا عَلَیْہِ فِی الْاَصْلَیْن.

منہ (م) میں نے اس کا اضافہ کیا کیونکہ تواتر کا اعتبار حسیات کے علاوہ میں نہیں ہوتا جیسے کہ انہوں نے اصول میں اس کی تصریح کی ہے۔ منہ (ت)

(۹) یا خبر کسی ایسے امر کی ہو کہ اگر واقع ہوتا تو اُس کی نقل و خبر مشہور و مستفیض ہو جاتی، مگر اس روایت کے سوا اس کا کہیں پتا نہیں۔ (۱۰) یا کسی حقیر فعل کی مدحت اور اس پر وعدہ و بشارت یا صغیر امر کی مذمّت اور اس پر وعید و تہدید میں ایسے لمبے چوڑے مبالغے ہوں جنہیں کلام معجز نظام نبوت سے مشابہت نہ رہے۔ یہ دس ۱۰ صورتیں تو صریح ظہور و وضوحِ وضع کی ہیں۔ (۱۱) یا یوں حکمِ وضع کیا جاتا ہے کہ لفظ رکیک وسخیف ہوں جنہیں سمع دفع اور طبع منع کرے اور ناقل مدعی ہو کہ یہ بعینہا الفاظ کریمہ حضور افصح العرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یا وہ محل ہی نقل بالمعنی کا نہ ہو۔ (۱۲) یا ناقل رافضی حضرات اہلبیت کرام علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کے فضائل میں وہ باتیں روایت کرے جو اُس کے غیر سے ثابت نہ ہوں، جیسے حدیث: لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَدَمُکَ دَمِی ' (تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خُون میرا خُون۔ ت)

أقول: انصافاً یوں ہی وہ مناقبِ امیر معاویہ وعمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صرف نواصب کی روایت سے آئیں کہ جس طرح روافض نے فضائلِ امیرالمومنین واہلِ بیت طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں قریب تین لاکھ حدیثوں کے وضع کیں "کَمَا نَصَّ عَلَیْہِ الْحَافِظُ أَبُوْیَعْلٰی وَالْحَافِظُ الْخَلِیْلِیُّ فِي الْاِرْشَادِ" (جیسا کہ اس پر حافظ ابویعلی اور حافظ خلیلی نے

ارشاد میں تصریح کی ہے۔ت) یونہی نواصب نے مناقبِ امیر معٰویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حدیثیں گھڑیں کَمَا أَرْشَدَ اِلَیْہِ الْاِمَامُ الذَّابُّ عَنِ السُّنَّۃِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی (جیسا کہ اس کی طرف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی جو سنّت کا دفاع کرنے والے ہیں۔ت)

(۱۳) یا قرائنِ حالیہ گواہی دے رہے ہوں کہ یہ روایت اس شخص نے کسی طمع سے یا غضب وغیرہما کے باعث ابھی گھڑ کر پیش کر دی ہے جیسے حدیثِ سبق میں زیادتِ جناح اور حدیثِ ذمِ معلمین اَطفال۔(۱۴) یا تمام کتب وتصانیفِ اسلامیہ میں استقرائے تام کیا جائے اور اس کا کہیں پتا نہ چلے یہ صرف اَجلہ حفاظ ائمۂ شان کا کام تھا جس کی لیاقت صدہا سال سے معدوم۔

(۱۵) یا راوی خود اقرارِ وضع کر دے خواہ صراحۃً، خواہ ایسی بات کہے جو بمنزلہ ٴاقرار ہو، مثلاً ایک شیخ سے بلاواسطہ بدعوی سماع روایت کرے، پھر اُس کی تاریخِ وفات وہ بتائے کہ اُس کا اس سے سننا معقول نہ ہو۔

یہ پندرہ باتیں ہیں کہ شاید اس جمع وتلخیص کے ساتھ ان سطور کے سوا نہ ملیں۔ وَلَوْبَسَطْنَا الْمَقَالَ عَلٰی کُلِّ صُوْرَۃٍ لَطَالَ الْکَلَامُ وَتَقَاصَی الْمَرَامُ، وَلَسْنَاھُنَالِکَ بِصَدَدِ ذٰلِکَ. (اگر ہم ہر ایک صورت پر تفصیلی گفتگو کریں تو کلام طویل اور مقصد دور ہو جائے گا لہذا ہم یہاں اس کے در پے نہیں ہوتے)

(فتاوی رضویہ، ج۵، ص ٤٦٠)

☆......(حدیث سے ثبوت ہونے میں مطالب تین قسم ہیں) جن باتوں کا ثبوت حدیث سے پایا جائے وہ سب ایک پلّہ کی نہیں ہوتیں بعض تو اس اعلیٰ

درجۂ قوت پر ہوتی ہیں کہ جب تک حدیثِ مشہور، متواتر نہ ہو اُس کا ثبوت نہیں دے سکتے، اَحاد اگرچہ کیسے ہی قوتِ سند ونہایتِ صحت پر ہوں اُن کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں۔ (عقائد میں حدیث احاد اگرچہ صحیح ہو کافی نہیں) یہ اصولِ عقائدِ اسلامیہ ہیں جن میں خاص یقین درکار، علّامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالٰی شرح عقائدِ نسفی میں فرماتے ہیں: خَبَرُ الْوَاحِدِ عَلٰی تَقْدِیْرِ اشْتِمَالِہٖ عَلٰی جَمِیْعِ الشَّرَائِطِ الْمَذْکُوْرَۃِ فِیْ اُصُوْلِ الْفِقْہِ لَایُفِیْدُ اِلَّا الظَّنَّ وَلَاعِبْرَۃَ بِالظَّنِّ فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ۔ (حدیثِ احاد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملۂ اعتقاد میں ظنیات کا کچھ اعتبار نہیں)

مولانا علی قاری منح الروض الازہر میں فرماتے ہیں: اَلْاٰحَادُ لَا تُفِیْدُ الْاِعْتِمَادَ فِی الْاِعْتِقَادِ (احادیث احاد دربارہ اعتقاد نا قابلِ اعتماد) (دربارۂ احکام ضعیف کافی نہیں) دوسرا درجہ احکام کا ہے کہ اُن کے لئے اگرچہ اُتنی قوت درکار نہیں پھر بھی حدیث کا صحیح لذاتہ خواہ لغیرہ یا حسن لذاتہ یا کم سے کم لغیرہ ہونا چاہیے، جمہور علماء یہاں ضعیف حدیث نہیں سنتے۔

(فضائل ومناقب میں باتفاق علماء حدیثِ ضعیف مقبول وکافی ہے) تیسرا مرتبہ فضائل ومناقب کا ہے یہاں باتفاقِ علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہے، مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خُوبی بیان ہوئی کہ اُنہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا، یہ فضل عطا کیا، تو ان کے مان لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے، ایسی

جگہ صحت حدیث میں کلام کرکے اسے پایۂ قبول سے ساقط کرنا فرق مراتب نہ جاننے سے ناشئ، جیسے بعض جاہل بول اُٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں، یہ اُن کی نادانی ہے علمائے محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، یہ بے سمجھے خدا جانے کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں، عزیز و مسلم کہ صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ سہی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے۔　　فتاوی رضویه، (ج٥، ص٤٧٧)

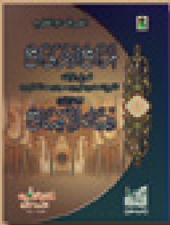
☆......صحیح و موضوع دونوں ابتداء و انتہاء کے کناروں پر واقع ہیں، سب سے اعلیٰ صحیح اور سب سے بدتر موضوع، اور وسط میں بہت اقسامِ حدیث ہیں درجہ بدرجہ، (حدیث کے مراتب اور اُن کے احکام) مرتبہ صحیح کے بعد حسن لذاتہٖ بلکہ صحیح لغیرہ پھر حسن لذاتہ، پھر حسن لغیرہ، پھر ضعیف بضعف قریب اس حد تک کہ صلاحیتِ اعتبار باقی رکھے جیسے اختلاطِ راوی یا سُوءِ حفظ یا تدلیس وغیرہا، اوّل کے تین بلکہ چاروں قسم کو ایک مذہب پر اسمِ ثبوت متناول ہے اور وہ سب محتج بہا ہیں اور آخر کی قسم صالح، یہ متابعات وشواہد میں کام آتی ہے اور جابر سے قوّت پاکر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ ہوجاتی ہے، اُس وقت وہ صلاحیتِ احتجاج وقبول فی الاحکام کا زیور گرانبہا پہنتی ہے، ورنہ دربارۂ فضائل تو آپ ہی مقبول وتنہا کافی ہے، پھر درجۂ ششم میں ضعفِ قوی و وہنِ شدید ہے جیسے راوی کے فسق وغیرہ قوادحِ قویہ کے سبب متروک ہونا، بشرطیکہ ہنوز سرحدِ کذب سے جُدائی ہو، یہ حدیث احکام میں احتجاج درکنار اعتبار کے بھی لائق نہیں، ہاں فضائل میں مذہب راجح پر مطلقاً اور بعض کے طور پر بعدِ انجبار بتعدد

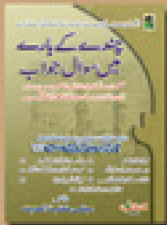
ِ مخارج وتنوعِ طرق، منصبِ قبول وعمل پاتی ہے، کَمَاسَنُبَیِّنُہٗ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اِن شاءاللہ تعالٰی عنقریب ان کی تفصیلات آ رہی ہیں۔ت) پھر درجہ ہفتم میں مرتبہ مطروح ہے جس کا مدار وضاع، کذّ اب یا متہم بالکذب پر ہو، یہ بدترین اقسام ہے بلکہ بعض محاورات کے رُو سے مطلقاً اور ایک اصطلاح پر اس کی نوعِ اشد یعنی جس کا مدار کذب پر ہو عینِ موضوع، یا نظرِ تدقیق میں یوں کہیے کہ ان اطلاقات پر داخل موضوع حکمی ہے۔ان سب کے بعد درجہ موضوع کا ہے، یہ بالاجماع نہ قابلِ انجبار، نہ فضائل وغیرہا کسی باب میں لائقِ اعتبار، بلکہ اُسے حدیث کہنا ہی توّسع وتجوّز ہے، حقیقۃً حدیث نہیں محض مجعول وافترا ہے، والعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی. وَسَیُرَدُّ عَلَیْکَ تَفَاصِیْلُ جَلِّ ذٰلِکَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی (اس کی روشن تفاصیل ان شاءاللہ تعالٰی آپ کے لئے بیان کی جائیں گی۔ت) طالبِ تحقیق ان چند حرفوں کو یاد رکھے کہ باوصفِ وجازت، محصل وملخصِ علمِ کثیر ہیں اور شاید اس تحریرِ نفیس کے ساتھ ان سطور کے غیر میں کم ملیں، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ.

(فتاوی رضویہ، ج٥، ص ٤٤٠)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ















اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات کو فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی میں مغرب کی نماز کے بعد ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذہن بنے گا، ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

اپنی اصلاح کے لیے مَدَنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے مَدَنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

کراچی: شہید مسجد کھارادر۔ فون: 021-2203311-2314045	راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-7311679	پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1 النور اسٹریٹ، صدر۔
سردارآباد: (فیصل آباد) امین پور بازار۔ فون: 041-2632625	خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058 -37212	نواب شاہ: چکرا بازار، نزد مسلم کمرشل بینک۔ فون: 4362145
حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122	سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 5619195
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192	گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ۔ فون: 055-4225653
اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767	

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)
فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858
Email:maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net